Postal Reg.No:PB/0154/2003 to 2005

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

جلد 54 — شمارہ 16

ہفت روزہ

بدر

قادیان

The Weekly BADR Qadian

ایڈیٹر: منیر احمد خادم

نائبین: قریشی محمد فضل اللہ، منصور احمد

شرح چندہ: سالانہ 200 روپے۔ بیرونی ممالک بذریعہ ہوائی ڈاک 20 پونڈ یا 40 ڈالر امریکن۔ بذریعہ بحری ڈاک 10 پونڈ

9 ربیع الاول 1426 ہجری 19 شہادت 1384 ہش 19 اپریل 2005ء

اخبار احمدیہ

قادیان 16 اپریل (ایم ٹی اے انٹرنیشنل) سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بفضلہ تعالیٰ خیر و عافیت سے ہیں الحمدللہ۔ کل حضور پرنور نے مسجد بیت الفتوح لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مریضان کی عیادت کے متعلق بصیرت افروز تشریح فرمائی۔ پیارے آقا کی صحت و تندرستی درازیٔ عمر مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کیلئے احباب دعائیں کرتے رہیں۔ اللھم ایدف امامنا بروح القدس وبارک لنا فی عمرہ وامرہ.

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اصلاح ایک عظیم الشان معجزہ ہے

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

یہ جو مختلف ذاتیں ہیں یہ کوئی وجہ شرافت نہیں خدا تعالیٰ نے محض عرف کے لئے یہ ذاتیں بنائی ہیں۔ اور آج کل تو صرف بعد چار پشتوں کے حقیقی پتہ لگانا ہی مشکل ہے۔ متقی کی شان نہیں کہ ذاتوں کے جھگڑے میں پڑے جب اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا کہ میرے نزدیک ذات کوئی سند نہیں۔ حقیقی مکرمت اور عظمت کا باعث فقط تقویٰ ہے خدا کے کلام سے پایا جاتا ہے کہ متقی وہ ہوتے ہیں جو حلیمی اور مسکینی سے چلتے ہیں وہ مغرورانہ گفتگو نہیں کرتے۔ ان کی گفتگو ایسی ہوتی ہے جیسے چھوٹا بڑے سے گفتگو کرے۔ ہم کو ہر حال میں وہ کرنا چاہئے جس سے ہماری فلاح ہو۔ اللہ تعالیٰ کسی کا اجارہ دار نہیں۔ وہ خاص تقویٰ کو چاہتا ہے جو تقویٰ کرے گا وہ مقام اعلیٰ کو پہنچے گا۔ آنحضرت ﷺ یا حضرت ابراہیم علیہ السلام میں سے کسی نے وراثت سے تو عزت نہیں پائی۔ گو ہمارا ایمان ہے کہ آنحضرت ﷺ کے والد ماجد عبداللہ مشرک نہ تھے لیکن اسنے نبوت تو نہیں دی۔ یہ تو فضل الٰہی تھا۔ ان صدقوں کے باعث جو انکی فطرت میں تھے۔ یہی فضل کے محرک تھے حضرت ابراہیم علیہ السلام جو ابوالانبیاء تھے انہوں نے اپنے صدق و تقویٰ سے ہی بیٹے کو قربان کرنے میں دریغ نہ کیا خود آگ میں ڈالے گئے ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا ہی صدق و وفا دیکھئے آپؐ نے ہر ایک قسم کی بدتحریک کا مقابلہ کیا۔ طرح طرح کے مصائب و تکالیف اٹھائے۔ لیکن پرواہ نہ کی۔ یہی صدق و وفا تھا۔ جس کے باعث اللہ تعالیٰ نے فضل کیا۔ اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (الاحزاب:۵۷) ترجمہ: اللہ تعالیٰ اور اسکے تمام فرشتے رسولؐ پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم درود و سلام بھیجو نبی پر۔

اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اکرمؐ کے اعمال ایسے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف یا اوصاف کی تحدید کرنے کے لئے کوئی لفظ خاص نہ فرمایا۔ لفظ تو مل سکتے تھے لیکن خود استعمال نہ کئے۔ یعنی آپ کے اعمال صالحہ کی تعریف تحدید سے بیرون تھی اس قسم کی آیت کسی اور نبی کی شان میں استعمال نہ کی۔ آپ کی روح میں وہ صدق و وفا تھا۔ اور آپؐ کے اعمال خدا کی نگاہ میں اس قدر پسندیدہ تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے یہ حکم دیا کہ آئندہ لوگ شکرگذاری کے طور پر درود بھیجیں۔ آپ کی ہمت و صدق وہ تھا کہ اگر ہم اوپر یا نیچے نگاہ کریں۔ تو اس کی نظیر نہیں ملتی۔ خود حضرت مسیح کے وقت کو دیکھ لیا جاوے کہ ان کی ہمت یا روحانی صدق و وفا کا کہاں تک اثر ان کے پیرووں پر ہوا۔ ہر ایک سمجھ سکتا ہے کہ ایک بدروش کو درست کرنا کس قدر مشکل ہے عادات راسخہ کا گنوانا کیسا محالات سے ہے۔ لیکن ہمارے مقدس نبی ﷺ نے تو ہزاروں انسانوں کو درست کیا۔ جو حیوانوں سے بدتر تھے بعض ماؤں اور بہنوں میں حیوانوں کی طرح فرق نہ کرتے تھے۔ یتیموں کا مال کھاتے، مردوں کا مال کھاتے، بعض ستارہ پرست، بعض دہریہ، بعض عناصر پرست تھے۔ جزیرہ عرب کیا تھا۔ ایک مجموعہ مذاہب اپنے اندر رکھتا تھا۔ اس سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ قرآن کریم ہر ایک قسم کی تعلیم اپنے اندر رکھتا ہے۔ ہر ایک غلط عقیدہ یا بری تعلیم جو دنیا میں ممکن ہے اسکے استیصال کے لئے کافی تعلیم اس میں موجود ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی عمیق حکمت و تصرف ہے۔

چونکہ کامل کتاب نے آکر کامل اصلاح کرنی تھی ضرور تھا کہ اسکے نزول کے وقت اسکے جائے نزول میں بیماری بھی کامل طور پر ہوتا کہ ہر ایک بیماری کا کامل علاج مہیا کیا جاوے۔ سو اس جزیرہ میں کامل طور سے بیمار (لوگ موجود) تھے۔ اور جن میں وہ تمام روحانی بیماریاں موجود تھیں جو اس وقت یا اسکے بعد آئندہ نسلوں کو لاحق ہونے والی تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ قرآن شریف نے کل شریعت کی تکمیل کی۔ دوسری کتابوں کے نزول کے وقت نہ یہ ضرورت تھی نہ ان میں ایسی کامل تعلیم ہے۔

ہمارے نبی اکملؐ کی برکات جس قدر ظہور میں آئیں۔ اگر تمام خوارق کو الگ کر دیا جائے تو صرف آپؐ کی اصلاح ہی ایک عظیم الشان معجزہ ہے۔ اگر کوئی اس حالت پر غور کرے جب آپ آئے۔ پھر اس حالت کو دیکھے جو آپ چھوڑ گئے تو اس کو ماننا پڑے گا کہ یہ اثر بذات خود ایک اعجاز تھا۔ اگرچہ کل انبیاء عزت کے قابل ہیں لیکن ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ

اگر آنحضرت ﷺ تشریف نہ لاتے تو نبوت تو درکنار، خدائی کا ثبوت بھی اس طرح نہ ملتا۔ آپؐ ہی کی تعلیم سے قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ اَللّٰہُ الصَّمَدُ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ (الاخلاص) کا پتہ لگا اگر تورات میں کوئی ایسی تعلیم ہوتی اور قرآن شریف اسکی تصریح ہی کرتا تو نصاریٰ کا وجود ہی کیوں ہوتا۔ غرض قرآن شریف نے جس قدر تقویٰ کی راہیں بتلائیں اور ہر طرح کے انسانوں اور مختلف عقل والوں کی پرورش کرنے کے طریق سکھلائے۔ ایک جاہل، عالم اور فلسفی کی پرورش کے راستے ہر طبقہ کے سوالات کے جواب۔ غرضیکہ کوئی فرقہ نہ چھوڑا جسکی اصلاح کے طریق نہ بتائے۔ (ملفوظات جلد ۱ صفحہ ۳۷۔۳۹)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنوں اور غیروں کی خاطر جہاں روحانی اصلاح کیلئے بے چین رہتے تھے وہیں ان کی جسمانی بیماری پر بھی آپ تکلیف محسوس فرماتے تھے ہر وقت اللہ کی مخلوق کی ہمدردی کی فکر میں رہتے تھے

ذیلی تنظیموں کو خاص طور پر اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ وہ پروگرام بنا کر مریضوں کی عیادت کیلئے جایا کریں

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 15 اپریل 05 بمقام بیت الفتوح لندن

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آیت قرآنی لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیز علیہ ماعنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم (التوبہ:۱۲۸) کی تلاوت فرمائی

ترجمہ: یقیناً تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک رسول آیا اسے بہت سخت شاق گذرتا ہے جو تم تکلیف اٹھاتے ہو اور وہ تم پر (بھلائی چاہتے ہوئے) حریص (رہتا) ہے مومنوں کیلئے بیحد مہربان (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خلق کے متعلق تفصیل سے روشنی ڈالی جس خلق کا تعلق مریضوں کی عیادت سے ہے آپ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنوں اور غیروں کی خاطر جہاں روحانی اصلاح کیلئے بے

بقیہ صفحہ (14) پر ملاحظہ فرمائیں

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

مسیح موعودؑ کے بتائے ہوئے جہاد کی طرف لوٹو

تسلسل کیلئے شمارہ 13 ملاحظہ فرمائیں

گزشتہ گفتگو میں ہم جہاد اور ارتداد کے متعلق مسلم علماء کی طرف سے پھیلائے جانے والے غلط خیالات کے حوالے سے یہ عرض کررہے تھے کہ مامور من اللہ سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس زمانہ میں جہاد اور ارتداد کے تعلق سے جو صحیح تشریح پیش فرمائی ہے آج کے مسلم ممالک اور مسلم دنیا اسی پر عمل کرنے کیلئے مجبور ہیں اور یہ بات آپکی صداقت کی ایک عظیم الشان دلیل ہے۔

آج کی گفتگو میں ہم عرض کرنا چاہتے ہیں کہ مسلم فرقوں کی آپسی منافرتیں دراصل کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہیں جسے فوری طور پر آپسی مذاکرات کے نتیجہ میں حل کیا جاسکے وقتی طور پر لڑنے والے گروپوں کو اتفاق واتحاد کی تعلیم دے کر تو الگ الگ کیا جاسکتا ہے لیکن وہ جب بھی اپنے اپنے گھروں میں جائیں گے اور اپنے اپنے فرقہ کے بانی علماء کے فتووں کو پڑھیں گے تو پھر سے دوسرے فرقہ سے جہاد کرنے اور انہیں کافر ومرتد سمجھ کر واجب القتل قرار دینے کیلئے تیار ہو جائیں گے اس کے صرف اور صرف دو علاج ہیں ایک تو یہ کہ وہ اپنے بانی علماء کے ان فتووں کو کالعدم قرار دیں لیکن ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا کیا کسی بریلوی کے اندر اس بات کی جرات ہوسکتی ہے کہ وہ بریلوی فرقہ میں رہتے ہوئے اعلیٰ حضرت احمد رضا خان کے اس فتویٰ کو نظر انداز کردے جس میں دیوبندیوں کو قادیانیوں یہود اور ہنود سے بھی بدتر قرار دیا گیا ہے انہیں کافر مرتد قرار دیکر واجب القتل لکھا گیا ہے اسی طرح کیا ایک شیعہ اپنے فرقہ میں رہتے ہوئے اپنے بزرگوں کے ان فتووں کو بھلا سکتا ہے جس میں سنیوں کو لعنتی اور کافر اور واجب القتل قرار دیا گیا ہے یہی حال باقی تمام فرقوں کے مسلمانوں کا ہے کہ وہ وقتی طور پر تو صلح کی میز پر بیٹھ کر لڑائی سے باز آجائیں گے لیکن جب بھی گھروں میں جاکر اپنے اپنے واجب الاحترام بزرگوں کی کتابوں کا مطالعہ کریں گے جو ان کے نزدیک انہوں نے قرآن اور حدیث کی تائید میں لکھی ہیں تو ان کا جذبہ جہاد اور جنت ضرور جوش مارنے لگے گا اسلئے بے شک ہزار کوششیں صلح اور صفائی کی کرلی جائیں جب تک ان کتب کو جنہیں واجب الاحترام قرار دیکر عمل کرنا ضروری سمجھا جاتا ہے کالعدم نہ سمجھا جائے صلح اور امن کی کوششیں کبھی بھی پائیدار نہیں ہوسکتیں اور اس کے لئے ضروری ہے کہ عقائد کی دنیا میں ایک انقلاب آئے اور مسلمان اس روحانی عقیدہ پر عمل پیرا ہوں جو مامور زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دنیا کے سامنے رکھا ہے۔ ان ہی عقائد کے ماننے کے نتیجہ میں دنیا میں مستقل امن اور اتحاد کا قیام ممکن ہے۔ پھر چاہے شیعہ محرم کے تعزیے نکالیں یا مرثیے اور نوحے پڑھیں بدعت کے طور پر تعزیوں کو ہندوؤں کے گنیش اور شوجی کی مورتی کی طرح دریاؤں میں بہائیں۔ عیسائیوں کے صلیبی جلوس کی طرح اپنے جسموں کو لہولہان کریں اپنے ہاتھوں اور پیروں میں کیلیں ٹھونکیں انہیں ہرگز مرتد اور کافر نہیں قرار دیا جائے گا جب تک کہ وہ کلمہ طیبہ لا الــہ الا اللــہ محمد رسول اللــہ پڑھتے ہیں۔ ان کے خلاف تلواریں اور بندوقیں نہیں اٹھائی جائیں گی۔ کیونکہ اسلام کی حقیقی تعلیم کی روشنی میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے ہمیں سمجھایا ہے کہ عقائد کی تبدیلی پیار و محبت اور وعظ و نصیحت کے نتیجہ میں ہی ممکن ہے اور اس کے علاوہ کوئی بھی دوسرا راستہ نہیں ہے لیکن گذشتہ بیس سالوں میں یہ ہوا ہے کہ پاکستان میں شیعوں سمیت کئی فرقوں کے خلاف شدید اشتعال انگیز لٹریچر پورے ملک میں پھیلایا گیا ہے ایران میں شیعہ انقلاب سے مرعوب ہوکر اور اس خوف سے کہ یہ انقلاب کہیں پاکستان کو بھی اپنی لپیٹ میں نہ لے لے شیعوں کے خلاف شیعوں کی ہی طرح کا زہریلا لٹریچر شائع کیا گیا جس میں ''مولانا'' محمد یوسف لدھیانوی کی کتاب ''شیعہ سنی اختلافات اور صراط مستقیم'' اسی طرح مولانا منظور نعمانی کی کتاب ''ایرانی انقلاب امام خمینی اور شیعیت'' فرقہ دارانہ زہر پھیلانے میں پیش پیش رہی ہیں اول الذکر مصنف محمد یوسف لدھیانوی کو تو اس کے کسی مخالف فرقہ کے شخص نے سر بازار گولیوں سے بھون کر اپنے جذبہ جہاد کی پیاس کو بجھا لیا قابل ذکر یہ ہے کہ ان کتابوں سے دیوبندیوں کے اندر شیعوں کے خلاف نہ صرف انتقامی جذبات ابھرے بلکہ پورے پاکستان میں ان کتب کے نتیجہ میں شیعوں کے خلاف انتقامی جذبات بھڑک اٹھے اور تمام پاکستان کی فضا زہر آلود ہوگئی اور پھر ایک منصوبہ بند طریق سے بھارت میں دیوبند اور اس کی ایجنسیوں کے ذریعہ ان کتب کو بھارت سے شائع کروایا گیا یہی وجہ ہے کہ پاکستان میں پیدا ہونیوالی چھوت کی یہ بیماری اب ہندوستان میں بھی پھیل چکی ہے اور 20 فروری کو لکھنؤ کے معصوم عوام نے وہ دن دیکھا جس کی وہ کبھی امید نہیں رکھتے تھے۔

ذیل میں ہم بعض وہ فتوے درج کرتے ہیں جو اکابر علماء نے ایک دوسرے کے خلاف دیئے ہیں ان کو پڑھ کر قارئین خود ہی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ایسے فتووں کی موجودگی میں مسلمانوں کے درمیان امن واتحاد کا قیام کس طرح ممکن ہوسکتا ہے۔ چنانچہ فتاوی عالمگیری میں مرقوم ہے کہ:۔

''رافضی جو حضرت ابوبکر وعمرؓ کو گالی دے اور ان دونوں پر لعنت بھیجے تو وہ کافر ہے......اور جو حضرت ابوبکر کی امامت سے انکار کرے وہ بھی کافر ہے اسی طرح جو حضرت عمر کی خلافت کا منکر ہو وہ بھی کافر ہے''۔ پھر لکھا ہے۔

''ھو لاء القوم خارجون عن ملة الاسلام یہ قوم ملت اسلام سے خارج ہے۔ واحکامھم احکام المرتدین ''ان پر مرتدوں کے احکام نافذ ہوں گے۔ (فتاوی عالمگیری جلد نمبر ۲ صفحہ ۲۶۴)

فتاوی عالمگیری وہ فتویٰ ہے جو اورنگ زیب عالمگیر کے زمانہ میں علماء اسلام نے ان کے حکم سے مرتب کیا تھا اس دور میں تمام مسلک کے علماء نے ان کو کافر اور مرتد قرار دیا تھا۔ اب سنئے مرتد کیلئے کیا حکم ہے۔ مرتد کیلئے حکم ہے کہ اُسکو صرف تین دن کی مہلت دی جائے گی اور اس کے شکوک وشبہات کو دور کرنے کی کوشش کی جائے گی اگر تو وہ اپنے شکوک دور کرکے دوبارہ اسلام میں یعنی شیعہ اسلام میں یا دیوبندی اسلام میں یا بریلوی اسلام میں داخل ہو جاتا ہے تو اُس کی جان بخشی کردی جائے گی ورنہ اسلام چھوڑنے کے جرم میں اُسکو موت کے گھاٹ اُتار دیا جائے گا۔ اور اس خیال پر تمام مسالک کے علماء متفق ہیں۔

پس اگر تو لکھنؤ کی گلیوں سے شیعہ وسنی فساد ختم کرنا ہے اور اگر بھارت کے تمام شہروں سے شیعہ سنی فساد کو جڑ سے اُکھاڑنا ہے اور اگر بدزبان احراریوں کو لگام ڈالنی ہے تو ضروری ہے کہ ہر فرقہ اپنے بانی علماء کی کتابوں کو پہلے جلا کر راکھ کردے اور پھر ان کو دریا برد کردے کیونکہ جب تک یہ کتب رہیں گی اور ان عقائد پر عمل ہوتا رہے گا سنی شیعوں کا خون بہاتے رہیں گے اور شیعہ سنیوں کے خون سے ہولی کھیلتے رہیں گے غریب برباد ہوں گے اور معصوم ہلاک ہوں گے اور مسلمان من حیث المجموع تاریک گڑھے کی گہرائی میں گرتے چلے جائیں گے۔

ممکن ہے کوئی یہ کہے کہ ہم نے بانی علماء کے متعلق ایسا لکھ کر ان کی توہین کی ہے یا کوئی غلط بات لکھ دی ہے تو ہرگز ایسا نہیں ہے سنئے کیا فرماتے ہیں بریلوی فرقہ کے بانی اعلیٰ حضرت احمد رضا خان۔

''بالجملہ ان رافضیوں تبرائیوں کہ باب میں حکم یقین اجماعی یہ ہے کہ وہ علی العموم کفار مرتدین ہیں ان کے ہاتھ کا ذبیحہ مردار ہے ان کے ساتھ مناکحت نہ صرف حرام بلکہ خالص زنا ہے''۔

فتوی مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خان بحوالہ رسالہ رد الرفضہ صفحہ ۲۳۔ شائع کردہ نوری کتب خانہ داتا صاحب لاہور پاکستان مطبوعہ گلزار عالم پریس بیرون بھاٹی گیٹ لاہور۔ ۱۳۲۰ھ)

اب سنئے شیعہ مفتیان کیا فرماتے ہیں''۔

''اہلسنت یہود ونصاریٰ سے بدتر ہیں''۔ تحفہ اثنا عشریہ قلمی صفحہ ۷۰ ۴ نمبر

حدیقۃ الشہداء صفحہ ۶۵ بحوالہ پاکٹ بک مؤلفہ ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم صفحہ ۷۱۰)

اگر کسی سنی کے جنازہ پر شیعہ حاضر ہو اور نماز جنازہ پڑھنی پڑ جائے تو میت کے حق میں یہ دُعا کرے

اللھم املاجوفه ناراً وقبره ناراً وتسلط علیه الحیّات والعقارب

(جامع العباسی در بیان نماز واجب وسنت باب دوم فصل نمبر ۸ ایضاً)

یعنی اے اللہ اس کے پیٹ اور قبر کو آگ سے بھر دے اور اس پر سانپ اور بچھو مسلط کردے۔

یہ وہ فتوے ہیں جو شیعہ اور سنیوں کے بانی علماء نے ایک دوسرے پر دیئے ہیں اور یہ لوگ ان کتب کو جان ودل سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں پھر ایسا ہوتے ہوئے بھلا شیعہ سنی بھائی چارہ کبھی قائم ہوسکتا ہے۔؟

ایک ہی راہ ہے کہ دونوں فرقوں کے خدا ترس اور تقویٰ شعار اور انصاف پسند ان راہوں کو چھوڑ کر خدا کی طرف سے آنے والے مامور کے دامن کو پکڑ لیں جسے خدا نے ان کی بھلائی اور ہدایت کیلئے بھیجا ہے وباللہ التوفیق۔

صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار

(منیر احمد خادم)

امیر جماعت احمدیہ غانا (مغربی افریقہ) کو
ایمبیسڈر فار پیس کا خطاب

12 سے 14 فروری تک ساؤتھ کوریا کی راجدھانی سیول میں انٹرنیشنل ریلیجینس فیڈریشن فار ورلڈ پیس تنظیم کی جانب سے ایک کانفرنس منعقد کی گئی جس میں دنیا کے مختلف ممالک سے نمائندگان کو مدعو کیا گیا۔ چنانچہ جماعت احمدیہ غانا (مغربی افریقہ) سے کانفرنس میں شرکت کے لئے محترم عبدالوہاب آدم صاحب امیر جماعت ومشنری انچارج غانا کو منتخب کیا گیا۔ آپ نے اس کانفرنس میں شرکت فرمائی جس میں آپ کو ایمبیسڈر فار پیس کا خطاب دیا گیا غانا میں اس تنظیم کے 9 ممبران ہیں جن میں صرف ایک مسلمان ہے یعنی عبدالوہاب آدم صاحب آپ کو ایمبیسڈر فار پیس کا خطاب غانا میں مختلف مذاہب کے درمیان امن کی کوششوں کی وجہ سے دیا گیا ہے۔ اس کانفرنس میں کئی ممالک کے سفراء افریقن پارلیمنٹ کے سپیکر اور عالمی سکالر اور دانشور شریک ہوئے تھے۔

واپسی پر محترم عبدالوہاب آدم صاحب قادیان دار الامان بھی تشریف لائے چنانچہ آپ کے اعزاز میں جامعہ احمدیہ قادیان میں ایک استقبالیہ تقریب منعقد کی گئی۔

خطبہ جمعہ

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اپنی خالص توحید کے قیام کے لئے دنیا میں مبعوث فرمایا تھا۔ ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم اپنے آقا و مطاع صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں خدائے واحد کی عبادت اور اس کے نام کی غیرت کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنائیں

(آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اللہ تعالیٰ سے محبت، اس کی وحدانیت کے لئے غیرت اور توحید خالص کے قیام کے لئے غیر معمولی تڑپ کے واقعات کا روح پرور تذکرہ)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔فرمودہ 4 رفروری 2005ء بمطابق 4 رتبلیغ 1384 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن (برطانیہ)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے

اشهد ان لا إله إلا الله وحده لا شريک له واشهد ان محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - ملک يوم الدين - إياک نعبد و إياک نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اپنی خالص توحید کے قیام کے لئے دنیا میں مبعوث فرمایا تھا۔ اور بچپن سے ہی اللہ تعالیٰ نے اپنی جناب سے ایسے انتظامات فرما دیئے کہ آپؐ کے دل کو صاف، پاک اور مصفّٰی بنا دیا۔ بچپن سے ہی اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے اندر اپنی محبت اور شرک سے نفرت کا بیج بو دیا۔ بلکہ پیدائش سے پہلے ہی آپؐ کی والدہ کو اُس نور کی خبر دے دی جس نے تمام دنیا میں پھیلنا تھا۔ پھر دنیا نے دیکھا کہ یہ رؤیا جو حضرت آمنہ نے دیکھا تھا، کس طرح سچ ثابت ہوا۔ اللہ تعالیٰ کی مکمل شریعت آپؐ پر اپنے وقت پر نازل ہوئی۔ اور وہ نور دنیا میں ہر طرف پھیلا۔ خدائے واحد کی محبت کا ایک جوش تھا جس نے آپؐ کی راتوں کی نیند اور دن کا چین و سکون چھین لیا تھا۔ اگر کوئی تڑپ تھی تو صرف ایک کہ کس طرح دنیا ایک خدا کی عبادت کرنے لگ جائے، اپنے پیدا کرنے والے خدا کو پہچاننے لگ جائے۔ اس پیغام کو پہنچانے کے لئے آپؐ کو تکلیفیں بھی برداشت کرنا پڑیں، سختیاں بھی جھیلنی پڑیں۔ لیکن یہ سختیاں، یہ تکلیفیں آپؐ کو ایک خدا کی عبادت اور خدائے واحد کا پیغام پہنچانے سے نہ روک سکیں۔ یہ خدائے واحد کے عبادت گزار بنانے کا کام جو آپؐ کے سپرد خدا تعالیٰ نے کیا تھا وہ آپؐ پر اللہ تعالیٰ کے احکامات اترنے کے بعد تو آپؐ نے انجام دینا ہی تھا لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا آپؐ کا دل بچپن سے ہی شرک سے پاک اور ایک خدا کے آگے جھکنے والا بن چکا تھا۔ خدا نے خود بچپن سے ہی اس دل کو اپنے لئے خالص کر لیا تھا۔ اگر کبھی بچپن میں اپنے بڑوں کے کسی دباؤ کے تحت، اس زمانہ کے کسی مشرکانہ تہوار میں جانا پڑا تو خدا تعالیٰ نے خود ہی اس سے روکنے کے سامان پیدا فرما دیئے، خود ہی آپ کی حفاظت کے سامان پیدا فرما دیئے۔

اس بارہ میں ایک سیرت کی کتاب میں ایک واقعہ بھی درج ہے۔ حضرت ام ایمن بیان کرتی ہیں کہ ’’بوانہ‘‘، وہ بت خانہ ہے جہاں قریش حاضری دیتے تھے اور اس کی بہت تعظیم کرتے تھے اس پر قربانیاں چڑھاتے تھے، وہاں سر منڈواتے تھے اور ہر سال ایک دن کا رات تک اعتکاف کرتے تھے۔ حضرت ابو طالب بھی اپنی قوم کے ساتھ وہاں حاضری دیتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حاضری کے لئے ساتھ جانے کو کہتے (جب آپ بچے تھے) مگر آپ انکار کر دیتے۔ حضرت ام ایمنؓ کہتی ہیں کہ میں نے دیکھا ابو طالب اور آپؐ کی پھوپھیاں ایک دفعہ آپ پر سخت ناراض ہوئیں اور کہنے لگیں آپ ہمارے معبودوں سے اجتناب کرتے ہیں اس کی وجہ سے آپؐ کے بارے میں ہمیں ڈر رہتا ہے۔ اور کہنے لگیں اے محمد! (ﷺ) تو کیا چاہتا ہے؟ تو کیوں اپنی قوم کے ساتھ حاضری کے لئے نہیں جاتا، اور ان کے لئے کیوں اکٹھا نہیں ہوتا۔ ان کے بار بار کہنے کے نتیجہ میں آپ ایک بار چلے گئے لیکن جیسا کہ اللہ نے چاہا آپؐ وہاں سے سخت گھبراہٹ اور خوف کے عالم میں لوٹ آئے۔ تو ان عزیزوں رشتہ داروں نے پوچھا کہ کیا ہوا۔

آپؐ نے فرمایا کہ میں ڈرتا ہوں کہ شیطان مجھے چھوئے۔ اس پر انہوں نے کہا کہ اللہ عزوجل تجھے ہرگز شیطانی خیالات میں مبتلا نہیں کرے گا اس حال میں کہ تجھ میں نیک عادات پائی جاتی ہیں۔ تُو نے کیا دیکھا ہے، خوف کی کیا وجہ ہوئی ہے؟ آپؐ نے فرمایا جونہی میں کسی بت کے قریب جانے لگتا تو ایک سفید رنگ کا طویل القامت شخص میرے لئے متمثل ہوتا اور کہتا کہ اے محمد! پیچھے رہ، اس کو مت چھو۔ ام ایمنؓ کہتی ہیں پھر انہوں نے بھی کبھی حاضری کے لئے نہیں کہا۔ یہاں تک کہ آپؐ کو نبوت سے سرفراز فرمایا گیا۔ (سیرت الحلبیه جلد اول باب ما حفظه الله تعالیٰ به فی صغره من امه الجاهلية)۔ تو یہ تھے وہ انتظامات جس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ اس پاک اور خالص دل کی حفاظت کرتا تھا۔

پھر آپؐ کی جوانی کا زمانہ دیکھیں کس طرح ایک غار میں جا کر ایک خدا کی عبادت کیا کرتے تھے۔ آپؐ غار حرا میں کئی دن گزارتے۔ علیحدگی میں اپنے رب سے راز و نیاز کی باتیں کرتے، اس کی عبادت کرتے۔ یہ دیکھ کر آپؐ کے ہم قوم بھی کہنے لگ گئے کہ محمدؐ تو اپنے رب کا عاشق ہو گیا ہے۔

اس بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ذات کے عاشق زار اور دیوانہ ہوئے اور پھر وہ پایا جو دنیا میں کبھی کسی کو نہیں ملا۔ آپؐ کو اللہ تعالیٰ سے اس قدر محبت تھی کہ عام لوگ بھی کہا کرتے تھے کہ عَشِقَ مُحَمَّدٌ عَلٰی رَبِّهٖ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب پر عاشق ہو گیا ہے‘‘۔

پھر جوانی میں ہی بتوں سے نفرت کی ایک اور مثال دیکھیں۔ جب حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو طالب کے ساتھ سفر شام کے دوران بحیرہ راہب سے ملے تو اس نے کہا کہ اے صاحبزادے! میں تم سے لات و عزّیٰ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ تم مجھے اس بات کا جواب دو۔ بحیرہ نے ان بتوں کا واسطہ دے کر اس وجہ سے پوچھا کیونکہ قریش سے بات پوچھنے کا یہی طریق تھا۔ (لات و عزّیٰ ان کے بڑے بت تھے) اس پر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ سے ان بتوں کا واسطہ دے کر سوال نہ کرو کیونکہ مجھے ان دونوں سے شدید نفرت ہے۔ اس کے بعد بحیرہ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مزید گفتگو خدا کا واسطہ دے کر کی۔

(السيرة النبوية لابن هشام المعروف ،سیرت ابن هشام، قصه بحیری صفحه 145)

پھر ایک اور روایت جس سے آپؐ کی بتوں سے نفرت اور صرف خدا تعالیٰ کا بندہ رہنے کا اظہار ہوتا ہے یوں ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کے نزول سے قبل آپؐ کی زید بن عمرو سے ملاقات ہوئی، نبی کریمؐ کے سامنے کھانا پیش کیا گیا، آپؐ نے اس میں سے کھانے سے انکار کر دیا۔ پھر زید نے کہا کہ مَیں اس میں سے کھانے والا نہیں جو تم بتوں کے نام پر ذبح کرتے ہو اور میں نہیں کھاتا سوائے اس کے جس پر اللہ تعالیٰ کا نام پڑھا گیا ہو‘‘۔ (بخاری کتاب المناقب باب حديث زيد بن عمرو بن نفيل)۔ آپؐ نے کھانے سے انکار کر دیا تھا اور یہ فرمایا

کہ مَیں اس میں سے کھانے والا نہیں جو تم بتوں کے نام پر کرتے ہو۔ تو یہ تھا وہ دل جس میں سوائے اللہ تعالیٰ کی محبت کے اور کوئی دوسری محبت نہیں تھی۔

پھر زمانہ نبوت شروع ہوا تو ایک دنیا نے دَنٰی فَتَدَلّٰی کا نظارہ دیکھا، بشرطیکہ آنکھ دیکھنے کی ہو۔ ہر دن جو طلوع ہوتا تھا، چڑھتا تھا وہ دو محبت کرنے والوں یعنی خدا تعالیٰ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب تر ہونے کے نشان دکھاتا تھا۔ چنانچہ آپؐ کے چچا نے جب کفار کے خوف سے آپ کو اللہ تعالیٰ کے پیغام کے اظہار سے روکنے کی کوشش کی تو اس عاشق صادق نے کیا خوبصورت جواب دیا، اس کا ذکر یوں ملتا ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں: ’’اور ان کے علاوہ اور بھی بہت لوگ وہاں تھے، یہ سب لوگ ابوطالب کے پاس آئے اور کہا کہ اے ابوطالب! یا تو تم اپنے بھتیجے (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم) کو منع کرو کہ وہ ہمارے بتوں کو برا نہ کہے اور ہمارے باپ دادا کو جاہل اور گمراہ نہ بتائے۔ ورنہ ہمیں اجازت دو کہ ہم خود اسے سمجھ لیں کیونکہ اس کی مخالفت میں تم بھی ہمارے شریک ہو یعنی تم بھی ہماری طرح ابھی مسلمان نہیں ہوئے۔ پس تم ہمارے اور اس کے درمیان میں دخل نہ دینا۔ ابوطالب نے لوگوں کو نہایت شائستگی کے ساتھ جواب دے کر اور خوش کر کے رخصت کر دیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اُسی طرح اپنے دین کا اعلان کرتے رہے، باوجود کہنے کے بھی۔ قریش کی حضورؐ سے آتش عداوت (جو عداوت اور دشمنی کی آگ تھی) وہ ہر وقت لحہ بہ لحہ بڑھتی چلی گئی۔ یہاں تک کہ دوبارہ وہ ابوطالب کے پاس آئے اور کہنے لگے اے ابوطالب! تم ایک شریف اور عمر رسیدہ شخص ہو اور ہم تم کو ذی عزت خیال کرتے ہیں۔ ہم نے تم سے درخواست کی کہ تم اپنے بھتیجے کو منع کرو، تم نے منع نہ کیا۔ قسم ہے خدا کی، ہم ان باتوں پر صبر نہیں کر سکتے کہ ہمارے بتوں اور بزرگوں کو سخت باتیں کہی جائیں۔ یا تو تم اس بات کو دُور کرو ورنہ ہم تم سے کہے دیتے ہیں کہ دونوں فریقوں میں سے ایک فریق ضرور ہلاک ہوگا۔ یہ کہہ کر وہ چلے آئے۔ ابوطالب کو اپنی قوم کی عداوت اور علیحدگی نہایت شاق گزری اور انہیں وجوہات سے مجبور وہ نہ آپؐ پر ایمان لا سکے اور نہ آپؐ کی مدد سے ہاتھ اٹھا سکے۔ نہ اِدھر رہے نہ اُدھر رہے۔ تو ابن اسحاق کہتے ہیں: ’’جب قریش نے ابوطالب سے یہ شکایت کی، ابوطالب نے حضور کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ اے میرے بھتیجے! تمہاری قوم نے میرے پاس آ کر تمہاری شکایتوں کا دفتر کھولا، پس میں سمجھتا ہوں تم اپنی اور میری جان ہلاک کرنے کی بات نہ کرو اور ایسے کام کی مجھ کو تکلیف نہ دو جس کی مجھ میں طاقت نہیں ہے۔ راوی کہتا ہے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہ خیال کیا کہ اب میرا چچا میری مدد نہیں کر سکتا اور ان کو جواب دیا کہ اے میرے چچا! اگر یہ لوگ میرے دائیں ہاتھ میں سورج اور بائیں طرف چاند بھی لا کر رکھ دیں تب بھی میں اس کام کو نہیں چھوڑ سکتا۔ یہاں تک کہ خدا اس کو پورا کر دے یا خود مَیں اس میں ہلاک ہو جاؤں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو نکل آئے، ابوطالب نے آپؐ کو آواز دی اور کہا کہ اے بھتیجے اِدھر آؤ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس گئے کہا، دیکھو جو تمہارا جی چاہے کرو، مَیں ہرگز تم کو نہیں چھوڑوں گا اور سب سے سمجھ لوں گا۔

(سیرت ابن ھشام۔ جلد اول صفحہ 169 . مکتبہ دارالعلوم طباعت اول)

اس واقعہ کو اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کو الہاماً بھی اس طرح بتایا۔ آپؑ اس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

’’جب یہ آیتیں اتریں کہ مشرکین رجس ہیں، پلید ہیں، شَرُّ الْبَرِیَّہ ہیں، سُفَہَاء ہیں اور ذریت شیطان ہیں۔ اور ان کے معبود وَقُوْدُالنَّارِ اور حَصَبُ جَہَنَّم ہیں تو ابوطالب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا کر کہا کہ اے میرے بھتیجے اب تیری دشنام دہی سے قوم سخت مشتعل ہوگئی ہے کہ تجھ کو ہلاک کریں اور ساتھ ہی مجھ کو بھی۔ تو نے ان کے عقلمندوں کو سفیہ قرار دیا اور ان کے بزرگوں کو شر البریہ کہا اور ان کے قابل تعظیم معبودوں کا نام ھَیْزَمِ جَہَنَّم اور وَقُوْدُالنَّار رکھا‘‘۔ یعنی آگ کا ایندھن۔‘‘ اور عام طور پر ان سب کو رجس اور ذریت شیطان اور پلید ٹھہرایا۔ مَیں تجھے خیر خواہی کی راہ سے کہتا ہوں کہ اپنی زبان کو تھام اور دشنام دہی سے باز آ جا ورنہ مَیں قوم کے مقابلے کی طاقت نہیں رکھتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں کہا کہ اے چچا یہ دشنام دہی نہیں ہے بلکہ اظہار واقعہ ہے اور نفس الامر کا عین محل پر بیان ہے اور یہی تو کام ہے جس کے لئے مَیں بھیجا گیا ہوں۔ اگر اس سے مجھے مرنا درپیش ہے تو مَیں بخوشی اپنے لئے اس موت کو قبول کرتا ہوں۔ میری زندگی اسی راہ میں وقف ہے۔ مَیں موت کے ڈر سے اظہار حق سے رک نہیں سکتا۔ اور اے چچا! اگر تجھے اپنی کمزوری اور اپنی تکلیف کا احساس ہے تو تو مجھے پناہ میں رکھنے سے دستبردار ہو جا۔ بخدا مجھے تیری کچھ بھی حاجت نہیں، مَیں احکام الٰہی کے پہنچانے سے کبھی نہیں رکوں گا۔ مجھے اپنے مولا کے احکام جان سے زیادہ عزیز ہیں۔ بخدا اگر میں اس راہ مَیں مارا جاؤں تو چاہتا ہوں کہ پھر بار بار زندہ ہو کر ہمیشہ اس راہ میں مرتا رہوں۔ یہ خوف کی جگہ نہیں بلکہ مجھے اس میں بے انتہا لذت ہے کہ اس کی راہ میں دکھ اٹھاؤں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ تقریر کر رہے تھے اور چہرے پر سچائی اور نورانیت سے بھری ہوئی رقت نمایاں ہو رہی تھی۔ اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ تقریر ختم کر چکے تو حق کی روشنی دیکھ کر بے اختیار ابوطالب کے آنسو جاری ہو گئے اور کہا کہ مَیں تیری اس اعلیٰ حالت سے بے خبر تھا۔ تو اور ہی رنگ میں اور اَور ہی شان میں ہے۔ جا اپنے کام میں لگا رہ، جب تک میں زندہ ہوں، جہاں تک میری طاقت ہے میں تیرا ساتھ دوں گا‘‘۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اس بارے میں حاشیہ میں فرماتے ہیں کہ: ’’یہ مضمون ابوطالب کے قصے کا اگرچہ کتابوں میں درج ہے مگر یہ تمام عبارت الہامی ہے جو خدا تعالیٰ نے اس عاجز کے دل پر نازل کی۔ صرف کوئی کوئی فقرہ تشریح کے لئے اس عاجز کی طرف سے ہے‘‘۔

(ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 110-111)

تو یہ تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ تعالیٰ کی محبت میں فنا ہونے کا مقام۔ آج دنیادار اعتراض کرتے ہیں کہ آپ نعوذ باللہ دنیاوی حشمت چاہتے تھے جس کے لئے یہ سب کچھ آپؐ نے کیا۔ بلکہ اس وقت سے ہی یہ اعتراض چلا آ رہا ہے، آپ کی بعثت کے وقت سے ہی۔ پھر صرف یہی نہیں کہ سخت اور سست کہا اور دھمکیاں دیں کہ آپؐ اس کام سے باز آ جائیں بلکہ عملاً بھی آپ کو تکلیفیں پہنچانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی، جس کے بے شمار واقعات ہیں لیکن اس کے باوجود خدا تعالیٰ کی محبت کو کفار آپؐ کے دل سے کم نہ کر سکے۔

اسی طرح ایک واقعہ روایات میں یوں آتا ہے۔ عبداللہ بن عمرو بن عاص کہتے ہیں کہ ایک روز مَیں موجود تھا کہ قریش کے سب بڑے بڑے لوگ حجر اسود کے پاس خانہ کعبہ میں اکٹھے ہوئے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرنے لگے اور کہتے تھے کہ جیسا ہم نے اس شخص پر صبر کیا ہے ایسا کسی پر نہیں کیا۔ یہ ہمارے دین اور بزرگوں کو بُرا کہتا ہے۔ ہم نے اس پر بڑا صبر کیا ہے۔ یہ لوگ ایسی ہی باتیں کر رہے تھے کہ اتنے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپؐ طواف میں مشغول ہوئے اور جب آپؐ طواف کرتے ہوئے ان کے پاس سے گزرتے تو کفار آپؐ پر آوازیں کستے۔ چنانچہ تین بار ایسا ہوا اور اس کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک سے دکھ اور ملال ظاہر ہو رہا تھا۔ تیسری مرتبہ آوازہ کسنے پر آپؐ کھڑے ہو گئے اور فرمانے لگے: اے گروہ قریش! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، مَیں تم جیسوں کی ہلاکت کی خبر لے کر آیا ہوں۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کلام کا ایسا اثر ہوا کہ قریش سکتہ کی حالت میں ہو گئے اور جو شخص ان میں زیادہ بڑھ بڑھ کر باتیں کر رہا تھا وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نرمی سے باتیں کرنے لگا اور کہنے لگا کہ آپ تشریف لے جائیں۔ چنانچہ آپؐ تشریف لے گئے۔ پھر دوسرے روز یہ لوگ اکٹھے ہوئے اور ہر طرف سے آپؐ پر یہ کہتے ہوئے حملہ کر دیا کہ تم ہی ہمارے بتوں میں عیب نکالتے ہو اور ہمارے دین کو برا کہتے ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں میں یہی کہتا ہوں۔ عبداللہ بن عمرو کہتے ہیں کہ مَیں نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے حضورؐ کی چادر مبارک پکڑ لی۔ ابوبکرؓ یہ دیکھ کر روتے ہوئے کھڑے ہوئے اور قریش سے کہنے لگے کیا تم ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جو یہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے۔ تب قریش آپؐ کو چھوڑ کر چلے گئے۔ راوی بیان کرتے ہیں آپؐ کے ساتھ قریش کی بدسلوکی کا یہ وہ واقعہ ہے جو مَیں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ھشام المعروف سیرت ابن ھشام ذکر ما لقی رسول اللہ صفحہ 217-218)

اس طرح کے اور بھی بہت سے واقعات ہیں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا بڑے بڑے خطرناک واقعات ہیں۔ بڑے بڑے خوفناک منصوبے آپؐ کو اور آپؐ کے ماننے والوں کو ختم کرنے کے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے جس نے آدم کی پیدائش کے ساتھ ہی آپؐ کی پیدائش کا فیصلہ کر لیا تھا، جس نے اپنے اس پیارے محبوب کے ذریعے اپنا پیغام دنیا تک پہنچانا تھا، جس نے اپنے وعدوں کے مطابق آپؐ کی حفاظت کرنی تھی وہ ہمیشہ مشکل وقت میں آپؐ کی مدد کے لئے فرشتے نازل کرتا رہا جو آپ کی حفاظت کا انتظام کرتے تھے۔

چنانچہ ایک واقعہ روایات میں یوں آتا ہے کہ: ’’سرداران قریش کے ساتھ گفتگو کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے تو ابوجہل نے کہا اے قریش! تم نے دیکھا کہ محمدؐ نے ہماری کوئی بات نہیں مانی اور تمہارے بزرگوں اور مذہب کو برا کہنے سے باز نہ آیا۔ پس مَیں خدا سے عہد کرتا ہوں کہ میں کل ایک بہت بھاری پتھر لے کر بیٹھوں گا اور جس وقت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سجدہ کریں گے مَیں اس کے سر پر ماردوں گا۔ تم مجھ کو اپنی پناہ میں لے لینا۔ پھر بنی عبد مناف یعنی حضورؐ کے رشتہ داروں سے جو ہوسکتا ہے وہ

کریں۔ قریش نے کہا خدا کی قسم ہے تمہیں پناہ میں لے لیں گے جو کچھ تم سے ہوسکے وہ کرگزرو۔ پھر جب صبح ہوئی تو ابو جہل ایک پتھر لاکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے انتظار میں بیٹھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی صبح کو اپنے دستور کے موافق مسجد حرام میں داخل ہوئے۔ چونکہ ان دنوں میں قبلہ بیت مقدس تھا اس لحاظ سے آپؐ حجر اسود اور رکن یمانی کے درمیان میں نماز میں مشغول ہوئے۔ قریش اپنی اپنی جگہ لیٹے ہوئے ابو جہل کے کارنامے کے منتظر تھے۔ چنانچہ جس وقت آپؐ نے سجدہ کیا، ابو جہل وہ پتھر لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر مارنے کے لئے چلا۔ یہاں تک کہ جب آپؐ کے نزدیک پہنچا تو پھر وہاں سے پیچھے کو ہٹا۔ یہاں تک کہ پتھر اس کے ہاتھ سے گر گیا اور وہ نہایت بدحواس اور خوف کی حالت میں اپنی قوم کے پاس آیا۔ لوگ بھی اس کی طرف دوڑے اور کہا اے ابوالحکم کیا ہوا؟ کہنے لگا کہ جب مَیں پتھر لے کر ان کی طرف گیا تا کہ اس کام کو پورا کروں جو رات کو تم سے کہا۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نہایت قوی ہیکل اور خوفناک اونٹ منہ پھاڑ کر میری طرف حملہ آور ہے اور چاہتا ہے کہ مجھے کھا جائے۔ مَیں فوراً ہی پیچھے ہٹ گیا ورنہ جان بچانا ہی مشکل تھا۔ (السیرۃ النبویۃ لابن ہشام المعروف سیرت ابن ہشام صفحہ 222)

تو دیکھیں کس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی حفاظت کا انتظام فرمایا۔ لیکن جس کا دل پتھر ہوجائے وہ عارضی طور پر تو نشان دیکھ کر خوفزدہ ہوتا ہے لیکن ایمان کے نور کا چھینٹا اس پر نہیں پڑتا۔ یہی حال ابو جہل کا ہوا۔ پھر جب عاشق کو معشوق سے علیحدہ کرنے کے لئے تمام ترسختیوں کے حربے بھی کارگر نہ ہوئے تو پھر ان لوگوں کو خیال آیا کہ دنیاوی لالچ ہی دے کر دیکھیں۔ براہ راست بھی اس بارے میں گفتگو کر کے دیکھیں۔ لیکن ان عقل کے اندھوں کو کیا پتہ تھا کہ جو خدا تعالیٰ کے عشق میں گرفتار ہو اور پھر مقام بھی وہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا اور ہے اُس کو ان دنیاوی لالچوں سے کیا غرض۔ چنانچہ یہ لالچ دینے کا واقعہ تاریخ میں یوں درج ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ جب اسلام قریش میں روز بروز ترقی کرنے لگا، حالانکہ قریش سے جہاں تک ممکن تھا وہ لوگوں کو اسلام لانے سے باز رکھتے تھے اور طرح طرح سے ان کو ایذاء اور تکلیفیں پہنچاتے تھے۔ بعض کو گھروں میں قید کر دیتے تھے۔ ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہر قبیلہ کے سرداران قریش حضورؐ سے گفتگو کرنے کے واسطے جمع ہوئے جن کے نام یہ ہیں۔ عتبہ، شیبہ، ابوسفیان، نضر بن حارث، ابوالبختری .... ابو جہل بن ہشام، عبداللہ بن ابی امیہ، عاص بن وائل، امیہ بن خلف وغیرہ یہ سب لوگ غروب آفتاب کے بعد کعبہ کے پیچھے اکٹھے ہوئے اور ایک نے دوسرے کو کہا کہ کسی کو بھیج کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو گفتگو کے لئے بلواؤ اور اس قدر بحث کرو کہ وہ عاجز آجائیں۔ پھر انہوں نے ایک شخص کو حضورؐ کے پاس بھیجا۔ آپؐ نے یہ پیغام سن کر سمجھا کہ شاید ان کا سیدھے رستے پر آنے کا ارادہ ہے۔ کیونکہ آپؐ کو ان کے اسلام قبول کرنے کی شدید تمنا تھی۔ چنانچہ آپؐ جلدی سے اس مجلس میں تشریف لائے۔ سب نے متفقہ طور پر آپؐ سے کہا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے آپؐ کو گفتگو کرنے کے لئے بلایا ہے کیونکہ قسم ہے خدا کی ہم عرب میں سے کسی شخص کو ایسا نہیں جانتے کہ جس نے اپنی قوم کو ایسی مشکل میں مبتلا کیا ہو جیسا کہ آپؐ نے مبتلا کیا ہے۔ آپؐ ہمارے باپ دادا کو برا کہتے ہیں، آپؐ ہمارے معبودوں کو گالیاں دیتے ہیں، ہماری جماعت کے ٹکڑے کر دیئے ہیں، کوئی خرابی ایسی نہیں ہے جو آپ نے ہم میں اٹھا نہ رکھی ہو۔ اگر تمہارا مقصد مال کو جمع کرنا ہے تو ہم اپنے مال اس قدر آپ کی نذر کرتے ہیں کہ آپ ساری قوم میں امیر کبیر ہوجائیں گے۔ اور اگر آپ سردار بننا چاہتے ہیں تو ہم آپ کو سردار بنا دیتے ہیں۔ اگر بادشاہ بننا چاہتے ہیں تو ہم آپ کو بادشاہ بنادیں گے اور یہ جو آپ کے پاس کوئی جن یا آسیب آتا ہے تو ہم اس کے علاج میں اپنے تمام مال آپ پر خرچ کرنے کو تیار ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس قدر باتیں تم نے کی ہیں ان میں سے ایک بھی مجھ میں نہیں ہے۔ نہ مَیں مال چاہتا ہوں، نہ شرف چاہتا ہوں، نہ سلطنت چاہتا ہوں۔ مجھ کو تو خدا نے رسول بنا کر بھیجا ہے اور اپنی کتاب مجھ پر نازل فرمائی ہے اور حکم فرمایا ہے کہ میں تمہارے لئے بشیر و نذیر ہو جاؤں۔ خوشخبریاں بھی دوں اور ڈراؤں بھی۔ پس مَیں نے تم کو اپنے خدا کے پیغام پہنچا دیئے۔ اگر تم اس کو قبول کرو تو اس میں تمہارا اپنا فائدہ ہے۔ اور اگر تم قبول نہ کرو تو تم اس وقت تک صبر کرو، مَیں بھی صبر کئے ہوئے ہوں، جب تک کہ خدا مجھ میں اور تم میں فیصلہ نہ فرمائے۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، المعروف سیرت ابن ہشام صفحہ 220-221)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یقین تھا اور کامل یقین تھا کہ آپ خدا تعالیٰ کے سچے نبی ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کا آخری فیصلہ یقیناً آپؐ کو پتہ تھا کہ میرے حق میں ہونا ہے۔ تو فرمایا کہ اے کافرو! تم اپنی ڈھٹائی کی وجہ سے اپنے جھوٹے دین سے ہٹ نہیں سکتے ﴿یٰٓاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ﴾ کی سورۃ میں ساری بات آگئی تو مَیں جو خدا کا نبی ہوں، اس خدا کا پیغام پہنچانے سے کیسے باز آجاؤں جس کا خدا نے مجھے حکم دیا ہے۔ مَیں اس خدا کی عبادت سے کیسے باز آجاؤں جو ہر روز ایک نیا نشان اپنی قدرت کا مجھے دکھاتا ہے۔ جو تمہارے مقابلے میں خود میری حفاظت کے لئے کھڑا ہے۔ تم بے شک میری مخالفت کرتے رہو، مجھے تکلیفیں دینے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھو، لیکن یاد رکھو کہ غالب مَیں نے ہی آنا ہے۔ تمہیں یہی جواب ہے جو فی الحال خدا نے مجھے سکھایا ہے کہ تم اپنے دین پر قائم رہو، مَیں اپنے دین پر قائم رہوں گا۔ ﴿لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْنِ﴾۔ لیکن یاد رکھو یہ مقدر ہے، اللہ تعالیٰ کی تقدیر نے یہ فیصلہ کرلیا ہے، میرے خدا نے یہ فیصلہ کرلیا ہے کہ جو حاضر کا بھی علم رکھتا ہے، جو غائب کا بھی علم رکھتا ہے، آئندہ کا بھی علم رکھتا ہے، جو اپنے پیار کا مجھ پہ اظہار کرتا رہتا ہے اُس خدا کی تقدیر اب یہ ہے کہ خدائے واحد کے دین نے ہی غالب آنا ہے اور تم نے ختم ہونا ہے۔ تو یہ جواب اللہ تعالیٰ نے اپنے پیار کرنے والے اور اپنے پیارے کے منہ سے کہلوایا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ کی ذات سے جو عشق تھا اور اس کی وحدانیت دنیا میں قائم کرنے کی جو تڑپ تھی اور جو آپؐ نے اس کے لئے کوشش کی اس کا تو کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا۔ لیکن اگر کبھی کسی سے بھی اس ذات کے بارے میں، اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں اعلیٰ اور اچھے کلمات آپؐ نے سنے تو ہمیشہ اس کی تعریف کی۔

ایک روایت میں آتا ہے، حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: سب سے سچی بات جو کسی شاعر نے کی ہے وہ لبید کا یہ مصرعہ ہے کہ 'سنو اللہ کے سوا یقیناً ہر چیز باطل اور مٹ جانے والی ہے'۔ (بخاری کتاب مناقب الانصار باب ایام الجاہلیۃ)

پھر اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کے نام کی غیرت آپؐ میں کس قدر تھی کہ نقصان برداشت کر لینا گوارا تھا لیکن یہ گوارا نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ کی غیرت کے تقاضے پورے نہ کئے جائیں۔

چنانچہ ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ بدر کے لئے تشریف لے جارہے تھے، جب انتہائی کمزور حالت تھی۔ اور بدر سے پہلے ایک مقام پر ایک شخص حاضر ہوا اور شجاعت اور بہادری میں اس کی بہت شہرت تھی۔ صحابہؓ اسے دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ اس نے رسول اللہ کی خدمت میں عرض کی کہ مَیں اس شرط پر آپ کے ساتھ لڑائی میں شامل ہونے آیا ہوں کہ مال غنیمت سے مجھے بھی حصہ دیا جائے۔ آپؐ نے فرمایا: کیا تم اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لاتے ہو۔ اس نے کہا نہیں۔ آپؐ نے فرمایا پھر تم جاسکتے ہو۔ میں کسی مشرک سے مدد نہیں لینا چاہتا۔ کچھ دیر بعد اس نے حاضر ہو کر پھر یہی درخواست کی۔ تو آپ نے وہی جواب دیا، وہ تیسری دفعہ آیا اور عرض کیا کہ مجھے بھی لشکر میں شریک کرلیں۔ آپؐ نے پھر پوچھا کہ اللہ اور رسول پر ایمان لاتے ہو۔ اس دفعہ اس نے ہاں میں جواب دیا تو آپؐ نے فرمایا ٹھیک ہے، ہمارے ساتھ چلو۔ (مسلم کتاب الجہاد باب کراھۃ الاستعانۃ)۔ اگر کوئی دنیادار ہوتا تو کہتا کہ مدد مل رہی ہے اس سے فائدہ اٹھاؤ۔ لیکن آپؐ کی غیرت نے گوارا نہ کیا کہ کسی مشرک سے اللہ تعالیٰ کے نام پر لڑی جانے والی جنگ میں مدد لی جائے۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت عمرؓ ایک دفعہ اپنے والد کی قسم کھا رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پکار کر فرمایا کہ سنو اللہ تمہیں اپنے باپوں کی قسم کھانے سے منع کرتا ہے۔ جسے قسم کھانے کی ضرورت پیش آئے وہ اللہ کی قسم کھائے یا پھر خاموش رہے۔ (بخاری کتاب الادب باب من لم یرا کفار من قال متاولا او جاھلا)۔ اوّل تو بعض لوگوں کو ذرا ذرا سی بات پر اللہ کی قسم کھانے کی عادت ہوتی ہے۔ عالم رواج پڑ گیا ہے۔ یہ اس طرح قسمیں کھانی بھی نہیں چاہئیں۔ بعض حالات میں بعض مجبوریوں کے تحت قسم کھانی پڑتی ہے تو اس وقت کھائی جائے اور یہ ذہن میں ہو کہ اللہ تعالیٰ کو مَیں اس میں گواہ بنا رہا ہوں۔ آپؐ کو یہ کسی بھی صورت میں برداشت نہیں تھا کہ جو اللہ تعالیٰ کا حق ہے اس کے قریب کوئی انجانے میں بھی آسکے۔ پھر اگر کہیں سے ہلکا سا شائبہ بھی ہوتا کہ بعض عمل شرک کی طرف لے جانے والے ہیں آپؐ اس کو سختی سے رد فرمایا کرتے تھے۔ قبروں پر دعا کے لئے جانے کی تو آپؐ نے اجازت دی لیکن یہ برداشت نہیں تھا کہ وہاں دیئے وغیرہ جلائے جائیں۔ بعض لوگ دیئے جلاتے ہیں موم بتیاں جلاتے ہیں۔ تو ایک روایت میں آتا ہے حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے قبروں کی زیارت کرنے والوں پر لعنت کی ہے جنہوں نے ان قبور کو غیر اللہ کی عبادت اور دیئے جلانے کی جگہ بنایا ہوا ہے۔ (ترمذی کتاب الصلوۃ باب ما جاء فی کراھیۃ ان یتخذ علی القبر مسجدا)

آج دیکھیں ہمارے ملکوں میں مسلمان کہلانے والے بھی یہ حرکتیں کر رہے ہیں۔ وہ بزرگ جو خود تو توحید کے قیام میں کوشش کرتے رہے لیکن ان کے نام پر شرک ہوتا ہے۔ ان سے منتیں مانگی جاتی ہیں، ان سے خواہشات پوری کرنے کی فریاد کی جاتی ہے، چڑھاوے چڑھائے جاتے ہیں اور یہ واقعات ہیں اور

ہوتے ہیں۔ایک عورت نے بتایا کہ اس کی کوئی عورت واقف تھی۔اس کے پاس ایک بیٹا تھا۔وہ کہتی ہے بیٹا مجھے داتا صاحب نے دیا ہے۔میں نے کہا خدا کا خوف کرو (کہنے لگی) کہ نہیں پہلے میں اللہ تعالیٰ سے مانگتی رہی نمازوں میں دعائیں کرتی رہی مجھے بیٹا نہیں پیدا ہوا۔جب میں نے داتا دربار میں حاضری دی تو مجھے بیٹا مل گیا۔تو اللہ تعالیٰ کی بجائے داتا صاحب ان کے سب کچھ تھے۔کوئی خدا کا خوف نہیں ہے اور برصغیر میں جیسا کہ میں نے کہا کہ مسلمان کہلا کر اس شرک میں بہت سارے لوگ مبتلا ہو رہے ہیں۔اللہ کے رسول نے ایسے لوگوں پر لعنت ڈالی ہے۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے۔حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت ام سلمیٰ نے حبشہ کے ایک گرجے کا ذکر کیا جو ماریہ کے نام سے موسوم تھا اور اس میں انہوں نے تصاویر رکھی ہوئی تھیں۔اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ وہ قوم ہے کہ جب ان میں کوئی نیک بندہ یا آدمی فوت ہو جاتا ہے تو یہ لوگ اس کی قبر پر مساجد بنالیتے ہیں اور ان میں بت بنا لیتے ہیں۔یہ لوگ خدا کے ہاں بدترین مخلوق ہیں۔(بخاری کتاب الصلوۃ باب الصلوۃ فی البیعۃ)

ایک جگہ یوں بھی ذکر آیا ہے کہ آپؐ کی بیماری کی حالت میں یہ بات کہی گئی تھی۔تو یہ سن کر آپ جوش سے اٹھ بیٹھے اور آپؐ نے فرمایا برا ہوا ایسے لوگوں کا جو یہ کرتے ہیں۔آپ کا اپنا تو یہ حال تھا کہ یہ دعا کیا کرتے تھے کہ اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِیْ وَثَنًا کہ اے اللہ میری قبر کو بت پرستی کی جگہ نہ بنا۔

جو شخص ساری عمر میں ہر وقت، ہر لحہ خدا تعالیٰ کی محبت میں سرشار رہا، توحید کے قیام کی کوشش کرتا رہا، جس کے پاؤں ساری ساری رات عبادت کرتے ہوئے متورم ہو جایا کرتے تھے، سوج جایا کرتے تھے۔جس کی خواہش تھی تو صرف ایک کہ دنیا کا ہر شخص خدائے واحد کی عبادت کرنے والا بن جائے وہ بھلا کس طرح برداشت کرسکتا تھا کہ اس کی قبر شرک کی جگہ بنے۔اور آج تک اللہ تعالیٰ نے اس دعا کو قبول کرتے ہوئے اس بابرکت قبر کو شرک سے محفوظ رکھا ہوا ہے۔لیکن مسلمانوں پر حیرت ہوتی ہے جیسا کہ میں نے پہلے بتایا ہے کہ دوسرے پیروں فقیروں کی قبروں پر جا کر شرک کرتے ہیں اور شرک کے اڈے بنے ہوئے ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:"پس میں ہمیشہ تعجب کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمدؐ ہے۔(ہزاروں ہزار درود اور سلام اُس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے۔اس کے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہو سکتا اور اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔افسوس کہ جیسا حق شناخت کا ہے اس کے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا۔وہ توحید جو دنیا سے گم ہو چکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اس کو دنیا میں لایا۔اس نے خدا سے انتہائی درجہ پر محبت کی اور انتہائی درجہ پر بنی نوع کی ہمدردی میں اس کی جان گداز ہوئی۔اس لئے خدا نے جو اس کے دل کے راز کا واقف تھا اس کو تمام انبیاء اور تمام اولین وآخرین پر فضیلت بخشی اور اس کی مرادیں اس کی زندگی میں اس کو دیں"۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 118-119)

پھر آپ فرماتے ہیں کہ:"قرآن کریم کو پڑھ کر دیکھ لو۔اور تو اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر دنیا میں کسی کامل انسان کا نمونہ موجود نہیں اور نہ آئندہ قیامت تک ہو سکتا ہے۔پھر دیکھو کہ اقتداری معجزات کے ملنے پر بھی حضور کے شامل حال ہمیشہ عبودیت رہی۔اور بار بار ﴿اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ﴾ ہی فرماتے رہے یہاں تک کہ کلمہ توحید میں اپنی عبودیت کے اقرار کا ایک جزو لازم قرار دیا۔جس کے بدوں (یعنی جس کے بغیر) مسلمان مسلمان ہی نہیں ہو سکتا۔سوچو اور پھر سوچو۔پس جس حال میں ہادی اکمل کی طرز زندگی ہم کو یہ سبق دے رہی ہے کہ اعلیٰ ترین مقام قرب پر بھی پہنچ کر عبودیت کے اعتراف کو ہاتھ سے نہیں دیا تو اور کسی کا ایسا خیال کرنا اور ایسی باتوں کا دل میں لانا ہی فضول اور عبث ہے۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 74)

پس یہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ مقام جس کو قائم کرنے کے لئے اور اللہ تعالیٰ کی محبت دلوں میں پیدا کرنے کے لئے آپؐ پیدا ہوئے تھے۔ایک اعلیٰ انسان اور عبد رحمٰن کا مقام جو کسی کو ملا وہ سب سے اعلیٰ مقام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ملا۔اور بندے کی پہچان اپنی ذات کی پہچان اور خدا تعالیٰ کی ذات کی پہچان کرانے کے لئے آپ مبعوث ہوئے تھے۔توحید کے قیام کے لئے آپ مبعوث ہوئے تھے۔اور ساری زندگی اسی میں آپؐ نے گزاری۔اور یہی آپ کی خواہش تھی کہ دنیا کا ہر فرد ہر شخص اس توحید پر قائم ہو جائے۔اور اس زمانے میں بھی آپؐ کے غلام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی پہچان اس تعلیم کی رو سے ہمیں کروائی۔پس ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم اپنے آقا و مطاع صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں خدائے واحد کی عبادت اور اس کے نام کی غیرت کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنائیں تبھی ہم حقیقت میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا کلمہ پڑھنے والے کہلا سکتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ ثانیہ میں بورکینا فاسو کے مربی سلسلہ مکرم شکیل احمد صدیقی صاحب کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا)

یہ دو افسوسناک اعلان ہیں۔ایک تو یہ ہے کہ ہمارے ایک مبلغ جو بورکینا فاسو مغربی افریقہ میں مبلغ تھے۔مختصری بیماری کے بعد پرسوں بالکل نوجوانی کی حالت میں ان کی وفات ہوگئی۔یہ جو ہمارے یہاں مبارک صدیقی صاحب ہیں ان کے چھوٹے بھائی تھے۔اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے اور ان کو اپنی مغفرت کی چادر میں لپیٹ لے۔وہ بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ان میں بڑی ہی اطاعت کا جذبہ تھا۔بورکینا فاسو کے مربیان کی طرف سے جو افسوس کا، تعزیت کا خط آیا ہے۔اس میں جو انہوں نے خوبیاں لکھی ہیں وہ حقیقت میں وہ تمام باتیں ہیں جن میں میں کہہ سکتا ہوں کوئی مبالغہ نہیں تھا۔بہت محنتی تھے، بڑی غیرت رکھنے والے تھے، اللہ کے نام کی غیرت رکھنے والے تھے، بنی نوع انسان کی خدمت کرنے والے تھے اور بےنفس آدمی تھے۔ہر وقت مسکراتے رہتے تھے۔یہ لکھتے ہیں کہ جب بھی اجتماع وغیرہ یا جلسہ ہوتا تو شکیل صاحب اپنے کاموں میں اتنے مصروف ہوتے تھے کہ نہانے دھونے کھانے وغیرہ کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی تھی۔اور جب میں دورے پر گیا ہوں میں نے دیکھا ہے کہ یہ مستقل خدمت پہ تھے، باقی بھی تھے لیکن ان کی اہلیہ ان دنوں میں بہت بیمار ہوگئیں اور ہسپتال میں داخل تھیں، اس کے باوجود جو ان کے ذمے کام تھے وہ پوری طرح کرتے رہے۔ہسپتال بھی دوڑ کے جاتے تھے پھر آ کے کام کرتے تھے۔اور پھر دوسرے کو یہ احساس نہیں دلواتے تھے کہ مجھے مجبوریاں ہیں اور پھر بھی میرے سے کام کروایا جارہا ہے بلکہ خوشی سے یہ کام کر رہے تھے باوجود یہ کہنے کے کہ آپ زیادہ اہلیہ کی فکر کریں۔کھانے پینے کی ان کو کوئی فکر نہیں ہوتی تھی اور ہر وقت ہنستے مسکراتے رہتے۔لیکن امیر صاحب نے ایک بات لکھی ہے اور یقیناً صحیح ہوگی لوگوں کا یہ خیال ہے کہ وہ ہر وقت ہنسنے والا شخص تھا لیکن کہتے ہیں میں نے ان کو روتے ہوئے بھی دیکھا کہ جب یہ ذکر ہوتا تھا کہ بیعتوں کا ٹارگٹ پورا کرنا ہے، بیعتیں نہیں ہوئیں۔یا وہ ٹارگٹ حاصل نہیں ہوا جتنا ان کا خیال تھا کہ ہونا چاہئے اور مجھے رپورٹ بھجوانی ہے۔اس وقت وہ رویا کرتے تھے کہ کس طرح اپنی ایسی رپورٹ بھجواؤں۔اور دعا کے لئے درخواست کیا کرتے تھے۔اور حقیقتاً انہوں نے حق ادا کیا ہے۔وہ ان لوگوں میں شامل ہیں جو امانتوں کا بھی حق ادا کرتے ہیں اور اپنے عہدوں کا بھی حق ادا کرتے ہیں اور اس لحاظ سے میدان عمل میں ان کی وفات ایک شہید کی موت ہی ہے، جو کبھی مرا نہیں کرتے۔اس وقت بھی بیماری سے چند گھنٹے پہلے، آخری رات، وہ کہتے ہیں کہ سارے مربیان، مبلغین بیٹھے ہوئے تھے، تبلیغ کرنے کا کوئی پروگرام بن رہا تھا تو اس میں بھی پوری طرح بڑھ بڑھ کے حصہ لے رہے تھے، تجاویز پیش کر رہے تھے۔تو دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کو اپنی مغفرت کی چادر میں لپیٹے۔ان کو اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے اور ان کی ایک چھوٹی بچی اور اہلیہ کو صبر دے۔ان کے والدین زندہ ہیں ان کو صبر کی توفیق دے۔

اسی طرح ہمارے ایک بڑے پرانے، لندن میں جب سے خلیفہ وقت آئے ہیں اس وقت سے یہاں کی تاریخ میں پیر محمد عالم صاحب کا بھی نام کافی جانا جاتا ہے۔ان کی بھی کل وفات ہوگئی۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ کی پیدائش 1919ء کی تھی اور 1979ء میں انہوں نے ریٹائرمنٹ کے بعد اپنے آپ کو پیش کیا تھا۔پرائیویٹ سیکرٹری کے دفتر میں رہے۔پھر یہاں آگئے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے خوب خدمت کی توفیق پائی۔کیونکہ قریب رہتے تھے، صبح سب سے پہلے آنے والوں میں سے تھے اور جس طرح ان کی عادت تھی، اگر دور بھی ہوتے تو یقیناً وہ سب سے پہلے دفتر آنے والوں میں شمار ہوتے۔اور بڑی محنت سے کام کرتے رہے اور پھر جب تک ان کی صحت اجازت دیتی رہی پورا وقت لگاتے تھے اور اس کے بعد بھی اب تک، چند دن پہلے تک انہوں نے دفتر میں اپنے پورے کام کو نبھایا ہے۔اور انگریزی سیکشن کی ڈاک کا کام کیا ہے۔اللہ تعالیٰ ان کے بھی درجات بلند فرمائے، مغفرت کا سلوک فرمائے اور ان کی اہلیہ اور بچوں کو صبر کی توفیق دے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
بَجِّلُوا الْمَشَائِخَ
بزرگوں کی تعظیم کرو
طالب دعا: کے از اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز
AutoTraders
16 مینگولین کلکتہ 70001
دکان 2248.1652, 2248.5222
2243.0794
رہائش: 2237-0471, 2237-8468

موجودہ عیسائیت ===== ایک جائزہ

محمد انعام غوری ناظر اصلاح وارشاد صدر انجمن احمدیہ قادیان

ان دنوں پادری صاحبان ہندوستان کے بعض علاقوں میں مسلم نوجوانوں کے اندر اپنے غلط عقائد و خیالات کی تشہیر کررہے ہیں اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ علماء اسلام نے اپنی غلط حرکتوں کی وجہ سے مسلمانوں کو انتشار وافتراق کا شکار بنا دیا ہے۔ دوسرے مسلم نوجوانوں کا کوئی پرسان حال نہیں ہے۔ان میں دینی غیرت وحمیت کی کمی اس حد تک ہوچکی ہے کہ وہ اپنے دنیوی مقاصد کے حصول کیلئے بھی پادری صاحبان کے ''سحر'' میں پھنس جاتے ہیں۔

چنانچہ بانیٔ جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں 1906ء میں ایک عیسائی کی مخالفِ اسلام کتاب بعنوان ''ینابیع الاسلام'' سے گھبرا کر آپ کی خدمت میں بانس بریلی کے ایک مسلمان دوست نے خط لکھ کر اس خدشہ کا اظہار کیا کہ گویا یہ کتاب اسلام کے ضرر کا موجب ہوسکتی ہے چنانچہ حضور علیہ السلام نے اس کے خیالی خدشہ کے مدنظر فوراً ایک رسالہ ''چشمہ مسیحی'' کے نام سے تحریر کرکے طبع فرمایا اور اس رسالہ کے ابتداء میں تحریر فرمایا کہ:-

''افسوس کہ اکثر مسلمان اپنی غفلت کی وجہ سے ہماری کتابوں کو نہیں دیکھتے اور وہ برکات جو خدا تعالیٰ نے ہم پر نازل کئے یہ لوگ اس سے بالکل بے خبر ہیں اور نادان مولویوں نے ہمیں کافر کافر کہنے سے ہم میں اور عام مسلمانوں میں ایک دیوار کھینچ دی ہے ان لوگوں کو معلوم نہیں کہ اب وہ زمانہ جاتا رہا کہ جس میں عیسائیت کے مکروفریب کچھ کام کرتے تھے''

(چشمہ مسیحی روحانی خزائن جلد نمبر۲۰ صفحہ۳۳۶)

پھر اس دوست کو مخاطب کرکے تحریر فرماتے ہیں:-

''میں نے آپ کا خط بڑے افسوس سے پڑھا جس کو آپ نے ایک عیسائی کی کتاب ینابیع الاسلام نام کی پڑھنے کے بعد لکھا۔مجھے تعجب ہے کہ وہ قوم جن کا خدا مردہ جن کا مذہب مردہ جن کی کتاب مردہ اور جو روحانی آنکھ نہ ہونے سے خود مردے ہیں اُن کی دروغ اور پُر افتراء باتوں سے اسلام کی نسبت آپ تردد میں پڑگئے۔اناللہ وانا الیہ راجعون۔

(ایضاً صفحہ۳۳۸)

پھر عیسائیوں کی اسلام دشمنی کی اصل وجہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

''اصل بات یہ ہے کہ عیسائی قرآن شریف پر بہت ہی ناراض ہیں اور ناراض ہونے کی وجہ یہی ہے کہ قرآن شریف نے تمام پر وبال عیسائی مذہب کے توڑ دیئے ہیں ایک انسان کا خدا بننا باطل کرکے دکھلا دیا۔صلیبی عقیدہ کو پاش پاش کردیا۔اور انجیل کی وہ تعلیم جس پر عیسائیوں کو ناز تھا نہایت درجہ ناقص اور نکما ہونا اس کا پایۂ ثبوت پہنچا دیا۔تو پھر عیسائیوں کا جوش ضرور نفسانیت کی وجہ سے ہونا چاہئے تھا۔پس جو کچھ وہ افتراء کریں تھوڑا ہے۔جو شخص مسلمان ہوکر عیسائی بننا چاہے اس کی ایسی مثال ہے جیسے کوئی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوکر اور بالغ ہوکر پھر یہ چاہے کہ ماں کے پیٹ میں داخل ہوجائے اور وہی نطفہ بن جائے جو پہلے تھا۔'' (ایضاً صفحہ 344-343)

پس ایسے ہی ناواقف اور نادان مسلمانوں کے صحیح علم کے لئے عیسائی مذہب کی ملمع سازی کی کچھ حقیقت ذیل کے مضمون میں پیش کی جارہی ہے —— وباللہ التوفیق۔

آج دُنیا میں تین بڑے مذاہب پائے جاتے ہیں۔اسلام۔عیسائیت اور ہندو دھرم۔بتایا جاتا ہے کہ دنیا کی قریباً نصف آبادی عیسائیت پر مشتمل ہے اور چوتھائی آبادی عالم اسلام پر اور باقی چوتھائی آبادی دیگر مختلف مذاہب اور لامذہب اقوام پر مشتمل ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر عیسائیت سچی نہیں ہے تو پھر دنیا کی کثیر آبادی بالخصوص یورپ اور امریکہ کی متمدن اقوام کیوں عیسائیت کی علمبردار ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ عام طور پر آج کل لوگوں کا یہ حال ہے کہ وہ سچی پاکیزگی حاصل کرنا نہیں چاہتے بلکہ گناہوں کی لذتوں میں ڈوبے رہنے کے ساتھ ساتھ کسی آسان نسخے کے ذریعے نجات کا پروانہ حاصل کرنا چاہتے ہیں چنانچہ انسانی کمزوری اور نفس کے اس دھوکے سے موجودہ عیسائیت نے خوب فائدہ اُٹھایا ہے اور فرضی نجات کا ایسا آسان نسخہ پیش کیا ہے جس کو ہر کس و ناکس خوشی سے قبول کرلیتا ہے۔وہ نسخہ یہ ہے، بقول عیسائی پادریوں کے کہ آدم نے ممنوعہ پھل کھایا جسکے نتیجہ میں وہ گنہگار ٹھہرا۔آگے جو اس آدم سے نسل چلی تو وراثتاً تمام بنی آدم گنہگار ہوگئے، خدا جو مجسم عدل ہے ہر گنہگار کو سزا دینے کا پابند ہے دوسری طرف وہ رحیم بھی ہے سو اس کا رحم تقاضا کرتا ہے کہ بنی آدم کو سزا سے بچایا جائے اور دائمی نجات دی جائے چنانچہ اس غرض سے اس نے مسیح ناصری کو کسی مرد کے نطفہ کے بغیر ایک کنواری کے بطن سے پیدا کرکے اپنے بیٹے کے روپ میں دُنیا میں بھیجا اور چونکہ وہ مرد کے نطفہ سے منزہ تھا اسلئے آدم کے وارثتی گناہ سے محفوظ رہا اسطرح وہ معصوم اور بے گناہ مسیح تمام گنہگار نوع انسان کے گناہوں کا کفارہ ادا کرنے کیلئے صلیب پر اپنے آپ کو قربان کردیا۔اس قربانی کے تین دن بعد خدا نے اُس کو زندہ کرکے آسمان پر اُٹھالیا۔لہٰذا اب ہر ابن آدم کی نجات اس عقیدہ اور اقرار سے وابستہ ہے کہ اے مسیح ناصری جو ہر خطا اور گناہ سے پاک ہے اور خدا کا بیٹا بلکہ خدا ہی ہے تو نے ہمارے گناہوں کا بوجھ اُٹھا کر صلیب پر اپنی جان دے دی اسلئے ہم تیری صلیبی موت پر ایمان لاتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ تو ہی نجات دہندہ ہے کیونکہ تیرے خون سے ہمارے گناہ معاف ہوگئے اور ہم نجات پاگئے۔!!

اب دیکھیں کتنا سستا سودا ہے اور کتنا آسان نسخہ ہے ہاتھ میں بائبل پکڑ لیں گلے میں صلیب لٹکالیں۔کم از کم ہر اتوار گرجا میں حاضری دیکر مصلوب مسیح کی تصویر یا مجسمے کے آگے خونِ مسیح کا اعتراف کریں اور نجات کا پروانہ حاصل کرلیں۔

یہ ہے موجودہ عیسائیت کا آسان نسخہ اور یہ کیسا دلچسپ معمہ ہے اور کیسا پرفریب ملمع کیلئے ہے کہ نجات کا ہر امیدوار اس کو حاصل کرنے کیلئے دوڑ رہا ہے۔اور اس میں کیا شک ہے کہ خدا کی ناراضگی اور خدا کے عذاب سے نجات پانے کی ہر انسان کو خواہش ہوتی ہے لیکن افسوس تو یہ ہے کہ ہر وہ شخص جو اس فرضی کفارہ کی طرف دوڑ رہا ہے نجات کے نام پر دراصل گناہوں میں مزید دلیری اور ترقی کا راستہ اپنا رہا ہے اور پاک ہوکر خدائے قدوس کے قریب ہونے کی بجائے خدا سے دُور ہوتا جارہا ہے اگر ہمارے اس بیان کو کوئی غلط سمجھے تو یورپ اور امریکہ جو موجودہ عیسائیت کا گڑھ ہیں وہاں کے عیسائیوں کی ناپاک زندگی کا سیلاب جو بڑھتے بڑھتے مشرقی دنیا کی طرف بھی رُخ کرگیا ہے اُس کو دیکھ کر تو ہمارے اس بیان کی تردید کرنے کی ہرگز جرات نہیں کرسکتا۔

یہ تو موجودہ عیسائیت کا ایک ابتدائی تعارف تھا اب قبل اس کے کہ اس کے عقائد وتعلیمات پر کچھ روشنی ڈالی جائے۔یہ جاننا ضروری ہے کہ کسی بھی مذہب کو ماننے اور اُس پر عمل پیرا ہونے کا مقصد کیا ہے بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود ومہدی معہود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

''مذہب سے غرض کیا ہے! بس یہی کہ خدا تعالیٰ کے وجود اور اُسکی صفاتِ کاملہ پر یقینی طور پر ایمان حاصل ہوکر نفسانی جذبات سے انسان نجات پاجاوے اور خدا تعالیٰ سے ذاتی محبت پیدا ہو......اب دیکھنا چاہئے کہ کونسا مذہب اور کون سی کتاب ہے جس کے ذریعہ سے یہ غرض حاصل ہوسکتی ہے۔

(چشمہ مسیحی صفحہ 352 روحانی خزائن جلد نمبر 20)

نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

''اصل حقیقت اور اصل سرچشمہ نجات کا محبت ذاتی ہے جو وصال الٰہی تک پہنچاتی ہے اور وہ وصال میسر نہیں آسکتا جب تک کہ کامل معرفت اور کامل محبت اور کامل صدق اور کامل ایمان نہ ہو اور کمال معرفت کی پہلی نشانی یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے علم کامل پر کوئی داغ نہ لگایا جائے''۔

(ایضاً صفحہ 364، 367)

آگے اس ضمن میں آریہ سماج والوں کے خدا تعالیٰ کے متعلق تصور کا ذکر کرنے کے بعد عیسائی حضرات کے عقیدہ کا تجزیہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

''رہے عیسائی، سوان کا یہ حال ہے کہ وہ صریح توحید کے برخلاف عقیدہ رکھتے ہیں۔یعنی وہ تین خدا مانتے ہیں یعنی باپ بیٹا، رُوح القدس۔اور یہ جواب ان کا سراسر فضول ہے کہ ہم تین کو ایک جانتے ہیں۔ایسے بے ہودہ جواب کو کوئی عاقل تسلیم نہیں کرسکتا جبکہ یہ تینوں خدا مستقل طور پر علیحدہ علیحدہ وجود رکھتے ہیں۔اور علیحدہ علیحدہ پورے خدا ہیں تو وہ کون سا حساب ہے جس کے رُو سے وہ ایک ہوسکتے ہیں۔اس قسم کا حساب کس سکول یا کالج میں پڑھایا جاتا ہے کیا کوئی منطق یا فلاسفی سمجھا سکتی ہے کہ ایسے مستقل تین ایک کیونکر ہوگئے اور اگر کہو کہ یہ راز ہے کہ جو عقل انسانی سے برتر ہے تو یہ دھوکا دہی ہے کیونکہ انسانی عقل خوب جانتی ہے کہ اگر تین کو تین کامل خدا کہا گیا تو تین کامل کو بہرحال تین کہنا پڑے گا۔نہ ایک۔اور اس تثلیث کے عقیدہ کو نہ صرف قرآن شریف ردّ کرتا ہے بلکہ توریت بھی ردّ کرتی ہے۔کیونکہ وہ توریت جو موسیٰؑ کو دی گئی تھی اُس میں اِس تثلیث کا کچھ بھی ذکر نہیں۔اشارہ تک نہیں...... میں نے اس بارہ میں خود کوشش کرکے بعض یہودیوں سے حلفاً دریافت کیا تھا کہ توریت میں خدا تعالیٰ کے بارے میں آپ لوگوں کو کیا تعلیم دی گئی تھی؟ کیا تثلیث کی تعلیم دی گئی تھی یا کوئی اور؟ تو اُن یہودیوں نے مجھے خط لکھے جو اب تک میرے پاس موجود ہیں اور ان خطوں میں بیان کیا کہ توریت میں تثلیث کی تعلیم کا نام ونشان نہیں۔بلکہ خدا تعالیٰ کے بارہ میں توریت کی وہی تعلیم ہے جو قرآن کی تعلیم ہے۔پس افسوس ہے ایسی قوم پر جو ایسے عقائد پر اڑی بیٹھی ہے کہ نہ تو وہ تعلیم توریت میں موجود ہے اور نہ قرآن شریف میں ہے بلکہ سچ تو یہ ہے کہ تثلیث کی تعلیم انجیل میں بھی موجود نہیں ہے۔

انجیل میں بھی جہاں جہاں تعلیم کا بیان ہے ان تمام مقامات میں تثلیث کی نسبت اشارہ تک نہیں۔بلکہ خدائے واحد لاشریک کی تعلیم دیتی ہے۔چنانچہ بڑے بڑے معاند پادریوں کو یہ بات ماننی پڑی ہے کہ انجیل میں تثلیث کی تعلیم نہیں۔اب یہ سوال ہوگا کہ عیسائی مذہب میں تثلیث کہاں سے آئی۔؟ اس کا جواب محقق عیسائیوں نے یہ دیا ہے کہ یہ تثلیث یونانی عقیدہ سے لی گئی ہے۔یونانی لوگ تین دیوتاؤں کو مانتے تھے جس طرح ہندو تری مورتی کے قائل ہیں۔اور جب پولوس نے یہودیوں کی طرف رخ کیا اور چونکہ وہ یہ چاہتا تھا کہ کسی طرح یونانیوں کو عیسائی مذہب میں داخل کرے اس لئے اس نے یونانیوں کے خوش کرنے کے لئے بجائے تین دیوتاؤں کے تین اقنوم اس مذہب میں قائم کردئے۔ورنہ حضرت عیسیٰ کی بلا کو بھی معلوم نہ تھا کہ اقنوم کس چیز کا نام ہے۔ان کی تعلیم خدا تعالیٰ کی نسبت تمام نبیوں کی طرح ایک سادہ تعلیم تھی۔کہ خدا واحد لاشریک ہے۔پس یاد رکھنا چاہئے کہ یہ مذہب جو عیسائی مذہب کے نام سے شہرت دیا جاتا ہے دراصل پولوسی مذہب ہے نہ مسیحی۔کیونکہ حضرت مسیح نے کسی جگہ

تثلیث کی تعلیم نہیں دی اور وہ جب تک زندہ رہے خدائے واحد لاشریک کی تعلیم دیتے رہے اور بعد انکی وفات کے ان کا بھائی یعقوب بھی جوان کا جانشین تھا اور ایک بزرگ انسان تھا توحید کی تعلیم دیتا رہا۔ اور پولوس نے خواہ مخواہ اس بزرگ کی مخالفت شروع کردی اور اسکے عقائد صحیحہ کے مخالف تعلیم دینا شروع کیا اور انجام کار پولوس اپنے خیالات میں یہاں تک بڑھا کہ ایک نیا مذہب قائم کیا۔ اور توارات کی پیروی سے اپنی جماعت کو بکلی علیحدہ کردیا اور تعلیم دی کہ مسیحی مذہب میں مسیح کے کفارہ کے بعد شریعت کی ضرورت نہیں اور خون مسیح گناہوں کے دور کرنے کے لئے کافی ہے۔ توارات کی پیروی ضروری نہیں۔ اور پھر ایک اور گند اس مذہب میں ڈال دیا کہ ان کے لئے سؤر کھانا حلال کردیا۔ حالانکہ حضرت مسیح انجیل میں سؤر کو ناپاک قرار دیتے ہیں۔ تبھی تو انجیل میں ان کا قول ہے کہ اپنے موتی سؤروں کے آگے مت پھینکو۔ پس جب پاک تعلیم کا نام حضرت مسیح نے موتی رکھا ہے تو اس مقابلہ سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ پلید کا نام انہوں نے سؤر رکھا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ یونانی سؤر کو کھایا کرتے تھے۔ جیسا کہ آج کل تمام یورپ کے لوگ سؤر کھاتے ہیں۔ اس لئے پولوس نے یونانیوں کے تالیف قلوب کے لئے سؤر بھی اپنی جماعت کے لئے حلال کردیا۔ حالانکہ توارات میں لکھا ہے کہ وہ ابدی حرام ہے اور اسکا چھونا بھی ناجائز ہے۔ غرض اس مذہب میں تمام خرابیاں پولوس سے پیدا ہوئیں۔ حضرت مسیح تو وہ بے نفس انسان تھے جنہوں نے یہ بھی نہ چاہا کہ کوئی انکو نیک انسان کہے۔ مگر پولوس نے انکو خدا بنادیا............

یعقوب، حضرت عیسیٰ کا بھائی جو مریم کا بیٹا تھا، وہ در حقیقت ایک راستباز آدمی تھا۔ وہ تمام باتوں میں توارات پر عمل کرتا تھا اور خدا کو واحد لاشریک جانتا تھا اور سؤر کو حرام سمجھتا تھا اور یہودیوں کی طرح بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتا تھا۔ اور جیسا کہ چاہئے تھا وہ اپنے تئیں ایک یہودی سمجھتا تھا صرف یہ تھا کہ حضرت عیسیٰ کی نبوت پر ایمان رکھتا تھا۔ لیکن پولوس نے بیت المقدس سے بھی نفرت دلائی۔ آخر خدا تعالیٰ کی غیرت نے اس کو پکڑا اور ایک بادشاہ نے اسکو سولی دے دی۔ اور اس طرح پر اسکا خاتمہ ہوا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام چونکہ صادق اور خدا تعالیٰ کی طرف سے تھے اس لئے وہ سولی سے نجات پاگئے اور خدا تعالیٰ نے انکو سولی پر سے زندہ بچالیا۔ لیکن چونکہ پولوس نے سچائی کو چھوڑ دیا تھا اس لیے وہ لکڑی پر لٹکایا گیا۔

یاد رہے کہ پولوس، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں آپکا جانی دشمن تھا۔ اور پھر آپ کی وفات کے بعد جیسا کہ یہودیوں کی تاریخ میں لکھا ہے اسکے عیسائی ہونے کا موجب اسکے اپنے بعض نفسانی اغراض تھے جو یہودیوں سے وہ پورے نہ ہو سکے۔ اس لئے وہ انکو خرابی پہنچانے کے لئے عیسائی ہو گیا اور ظاہر کیا کہ مجھے کشف کے طور پر حضرت مسیح ملے ہیں اور میں ان پر ایمان لایا ہوں۔ اور اسنے پہلے پہل تثلیث کا خراب پودا دمشق میں لگایا۔ اور یہ پولوسی تثلیث دمشق سے ہی شروع ہوئی۔ اسی کی طرف احادیث نبویہ میں اشارہ کرکے کہا گیا کہ آنے والا مسیح، دمشق کی مشرقی طرف نازل ہوگا۔ یعنی اس کے آنے پر تثلیث کا خاتمہ ہوگا اور انسانی دل توحید کی طرف رغبت کرتے جائیں گے۔

(چشمۂ مسیحی صفحہ ۳۷۶۔۳۷۷، روحانی خزائن جلد ۲۰)

یہاں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں صلیبی مذہب یعنی موجودہ عیسائیت کے غلبہ کے زمانہ میں جس کو دوسرے پیرایہ میں دجال اور یاجوج و ماجوج کے غلبہ کا زمانہ قرار دیا گیا ہے اس مسیح موعود کی بعثت کا وعدہ دیا گیا ہے جس کا بڑا مقصد کسر صلیب یعنی صلیبی عقیدہ کو پاش پاش کرنا تھا۔ چنانچہ بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صلیبی موت سے نجات اور واقعہ صلیب کے بعد کشمیر کی طرف انکے ہجرت کر جانے اور بمطابق حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ایک سو بیس برس کی عمر میں طبعی وفات پاکر سری نگر محلہ خانیار میں مدفون ہونے کی سچائی کو عقلی و نقلی دلائل سے ثابت کرکے موجودہ عیسائیت کی بنیادوں کو کھوکھلا کر دیا ہے اور جس خون مسیح کے فرضی کفارہ پر اس صلیبی مذہب کا تانا بانا بنا ہوا تھا اسکو تار تار کرکے رکھ دیا ہے۔ کیوں کہ جب یہ ثابت ہو گیا کہ مسیح صلیب پر فوت ہی نہیں ہوئے بلکہ زندہ اتار لئے گئے اور طبعی وفات پاگئے تو مسیح کی قربانی اور گنہگار بنی آدم کے کفارہ کا عقیدہ بالکل بے بنیاد اور باطل ثابت ہو گیا۔ چنانچہ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نے حضور علیہ السلام کے اس عظیم کارنامہ پر خراج تحسین پیش کرتے ہوئے لکھا تھا کہ:-

''اس زمانہ میں پادری لیفرائے پادریوں کی ایک بہت بڑی جماعت لے کر اور حلف اٹھاکر ولایت سے چلا کہ تھوڑے سے عرصہ میں تمام ہندوستان کو عیسائی بنالوں گا۔ ولایت کے انگریزوں سے روپیہ کی بڑی مدد اور آئندہ کے مسلسل وعدوں کا اقرار لے کر ہندوستان میں داخل ہو کر بڑا تلاطم برپا کیا۔ حضرت عیسیٰ کے آسمان پر بجسم خاکی موجود ہونے اور دوسرے انبیا کے زمین میں مدفون ہونے کا حملہ عوام کے لئے اس کے خیال میں کارگر ہوا۔ تب مولوی غلام احمد قادیانی (حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی موعود علیہ السلام۔ ناقل) کھڑے ہوئے اور لیفرائے اور اسکی جماعت سے کہا کہ عیسیٰ جس کا تم نام لیتے ہو، دوسرے انسانوں کی طرح فوت ہو کر دفن ہو چکے ہیں اور جس عیسیٰ کے آنے کی خبر ہے وہ میں ہوں۔ اس ترکیب سے اس نے لیفرائے کو اس قدر تنگ کیا کہ اس کو اپنا پیچھا چھڑانا مشکل ہو گیا۔ اور اس ترکیب سے اس نے ہندوستان سے ولایت تک کے پادریوں کو شکست دے دی''

(دیباچہ معجز نما قرآن شریف صفحہ ۳۰ مطبوعہ ۱۹۳۴ء مطبع اصح المطابع دہلی)

باقی

⊛⊛⊛⊛⊛

قرآن کریم کی جامع خوبیوں کا بیان اور
عیسائیوں سے خطاب

منظوم کلام سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

آؤ ! عیسائیو !! ادھر آؤ !!!
نور حق دیکھو ! راہِ حق پاؤ !

جس قدر خوبیاں ہیں قرآں میں
کہیں انجیل میں تو دکھلاؤ !

سر پہ خالق ہے اُس کو یاد کرو
یونہی مخلوق کو نہ بہکاؤ !

کب تلک جھوٹ سے کروگے پیار
کچھ تو سچ کو بھی کام فرماؤ !

کچھ تو خوفِ خدا کرو لوگو !
کچھ تو لوگو خدا سے شرماؤ !

عیشِ دنیا سدا نہیں پیارو
اس جہاں کو بقا نہیں پیارو

یہ تو رہنے کی جا نہیں پیارو
کوئی اس میں رہا نہیں پیارو

اس خرابہ میں کیوں لگاؤ دل
ہاتھ سے اپنے کیوں جلاؤ دل

کیوں نہیں تم کو دینِ حق کا خیال
ہائے سو سو اُٹھے دل میں اُبال

کیوں نہیں دیکھتے طریقِ صواب
کس بَلا کا پڑا ہے دل پہ حجاب

اس قدر کیوں ہے کین و استکبار
کیوں خدا یاد سے گیا یک بار

تم نے حق کو بھُلا دیا ہیہات !
دل کو پتھر بنا دیا ہیہات

اے عزیزو ! سُنو کہ بے قرآں
حق کو پاتا نہیں کبھی انساں

بحرِ حکمت ہے وہ کلام تمام
عشقِ حق کا پلا رہا ہے جام !

بات جب اس کی یاد آتی ہے
یاد سے ساری خلق جاتی ہے

سینہ میں نقشِ حق جماتی ہے
دِل سے غیرِ خدا اٹھاتی ہے

دردمندوں کی ہے دوا وہی ایک
ہے خدا سے خدا نما وہی ایک

ہم نے پایا خورِ ھدیٰ وہی ایک
ہم نے دیکھا ہے دلرُبا وہی ایک

اس کے منکر جو بات کہتے ہیں
یونہی اک واہیات کہتے ہیں

بات جب ہو کہ میرے پاس آویں
میرے منہ پر وہ بات کہہ جاویں

مجھ سے اُس دِلستاں کا حال سُنیں
مجھ سے وہ صورت جمال سُنیں

آنکھ پھوٹی تو خیر کان سہی
نہ سہی یونہی امتحان سہی

سہ ماہی رسالہ ''انصار اللہ'' قادیان

مجلس انصار اللہ بھارت کا سہ ماہی رسالہ ''انصار اللہ'' عرصہ دو سال سے اردو اور ہندی زبان میں شائع ہو رہا ہے جس میں دینی علمی اور تاریخی مضامین کے علاوہ مجالس کی رپورٹیں اور جماعتی اعلانات شائع ہوتے ہیں۔ اس دلچسپ رسالہ کے خود بھی خریدار بنیں۔...... اپنے بھائیوں کو بھی خریدار بنائیں..... نومبائعین بھائیوں اور زیر تبلیغ افراد کے نام جاری کروائیں...... کاروباری حضرات رسالہ کیلئے اشتہارات سے تعاون دیں۔

سالانہ چندہ 60 روپے

ملنے کا پتہ: دفتر مجلس انصار اللہ بھارت بلڈنگ ایوان انصار

قادیان 143516 ضلع گورداسپور پنجاب (بھارت)

اخبار بدر خود بھی پڑھیں اور اپنے دوستوں کے نام بھی جاری کریں

یہ بھی احمدیت کی تبلیغ کا ایک اچھا ذریعہ ہے

گلدستۂ درویشان کے

وہ پھول جو مرجھا گئے

حکیم بدر الدین عامل بھٹہ درویش قادیان

مکرم فضل الرحمٰن صاحب درویش مرحوم

سیالکوٹ ایک مردم خیز خطہ ہے اس خطہ ارض نے بڑے بڑے مشاہیر اور اہل ہنر پیدا کئے ہیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی دعویٰ نبوت سے قبل اپنے والد بزرگوار کی خواہش کے پیش نظر سیالکوٹ شہر کو بغرض ملازمت اپنا مسکن بنانا پڑا۔ اسی قیام کی برکت تھی کہ جب آپ مامور ہوئے تو ضلع سیالکوٹ میں خاص طور پر آپ کے دعویٰ کو قبول کرنے کی خصوصی رو چلی ابتداء میں ہی ضلع سیالکوٹ میں بڑی بڑی جماعتیں دیہاتوں قصبوں اور شہروں میں قائم ہوئیں۔

تین گاؤں ساتھ ساتھ ملتے ہوئے واقع ہیں چندر کے، منگولے اور پولا مہاراں ان میں صرف ایک سڑک ہی حائل ہے۔ ورنہ آبادی ملی ہوئی ہے۔ یہاں بھی ابتداء میں ہی جماعت قائم ہوگئی تھی ان تینوں گاؤں کے احمدی احباب کو ملا کر ایک جماعت کی شکل دی گئی تھی موضع منگولے میں ایک بزرگ میاں روشن دین صاحب تھے جنہیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر بیعت کرکے صحابہ میں شامل ہونے کی سعادت حاصل ہوئی۔ آپ موضع منگولے میں گل کاری کا کام کرتے تھے۔ سن تاریخ تو یاد نہیں اندازہ ہے کہ آپ مع اہل وعیال 1935ء کے قریب ہجرت کرکے قادیان آگئے تھے اور آپ نے محلہ دارالرحمت کے آخر میں شمالی جانب اپنا مکان بھی بنا لیا تھا یہ مکان محلہ دارالرحمت کی شمالی جانب والی گلی کی شمالی رو میں تھا بعد میں جب ایک نیا محلہ آباد کرنے کی سکیم بنی تو اسی گلی کو محلہ دارالیسر اور دارالرحمت کی حد فاصل قرار دیا گیا اس طرح اس گلی کی جنوبی جانب والے مکانات کی لائن محلہ دارالرحمت میں اور شمالی لائین محلہ دارالیسر میں شامل ہوگئی محلہ دارالیسر کی آبادی کی ابھی ابتداء ہی تھی 1945ء میں یہ سکیم بنی اور ایک سال میں کچھ لوگوں نے پلاٹ خرید کر فوری طور پر کچے مکان ہی بنا کر اس میں رہائش شروع کردی مسجد بھی ابھی کچی ہی تھی اور صرف ایک بڑا کمرہ تھا صحن کے گرد ابھی چار دیواری نہیں بنی تھی۔ مجھے بھی چند مرتبہ اس مسجد میں مغرب کی نماز ادا کرنے کا موقعہ ملا۔ مکرم ملک خیر الدین صاحب مرحوم درویش اور مکرم فضل الرحمٰن صاحب اس مسجد کے پکے نمازی تھے کیونکہ ان کے مکانات قریب تھے۔

مکرم روشن دین صاحب نے اپنے بیٹے فضل الرحمٰن صاحب کی شادی مکرم بابا نور احمد صاحب باورچی لنگر خانہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی دختر محترمہ اللہ رکھی صاحبہ سے کردی تھی۔ یہ شادی لگ بھگ 1940ء میں ہوئی تھی اور اس کے دو اڑھائی سال بعد مکرم حضرت روشن دین صاحب رضی اللہ عنہ وفات پاگئے تھے۔ مکرم فضل الرحمٰن صاحب بھی گل کاری کا کام نہایت عمدگی سے کرتے تھے۔ ان دنوں جلسہ سالانہ پر سالن کیلئے گل پیالے اور پانی کیلئے گل آبخورے اور وضو کیلئے لوٹے اور پانی سٹاک کرنے کیلئے گھڑے اور مٹ تیار ہوا کرتے تھے۔ جلسہ سالانہ پر ہزاروں برتنوں کی ضرورت ہوتی تھی۔ جو سب احمدی احباب ہی بنا کر پوری کرتے تھے۔ لنگر خانہ کیلئے تنور بھی درکار ہوا کرتے تھے 70/80 تنور ہر جلسہ پر لازمی طور پر استعمال ہوتے تھے محترم فضل الرحمٰن صاحب مرحوم تنور بنانے میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ اور آپ کے بنائے ہوئے تنور نہایت عمدہ ہوا کرتے تھے زمانہ درویشی میں بھی ابتداء سے ہی تنور بنانے کی خدمت مکرم فضل الرحمٰن صاحب نے اپنے ذمہ لی تھی اور 1975ء تک بڑی ہمت اور عمدگی سے اس کو نبھاتے رہے ازاں بعد کمی صحت کی بناپر آپ نے معذرت کردی تھی۔ یہ کوئی آسان کام نہ تھا عمدہ چکنی مٹی تلاش کرکے لانا پھر اس کو سنخ وغیرہ ڈال کر کوٹ کر کما کر تیار کرنا بڑی مشقت کا کام تھا۔

آپ کے معذرت کردینے کے بعد یہ ایک مسئلہ کھڑا ہوگیا میں خود اور مکرم چوہدری عبد القدیر صاحب مرحوم اس کا حل تلاش کرنے کیلئے پہلے ہم وڑے والی گئے وہاں تین گھر نئے احمدیوں کے گل کاری کا کام کرتے تھے ان سے بات ہوئی۔ انہوں نے معذرت کردی اور انہوں نے بتایا کہ بیاس ریلوے سٹیشن کے پاس ایک پورا گاؤں ہے جو یہ کام کرتا ہے انہیں سے ایک فرد کو ساتھ لیکر بیاس گئے واقعی یہ پورا گاؤں ایک عظیم مارکیٹ ہے وہاں سے پتہ کیا وہ عام ہوٹلوں میں استعمال ہونے والی چھوٹی تندوریاں بنا سکتے ہیں۔ ہندو بھائیوں کے ہاں چھوٹی چھوٹی روٹیوں کا رواج ہے مگر لنگر خانہ میں بڑے سائز کی روٹی پکتی ہے وہاں سے بھی مایوسی ہوئی پھر امرتسر جاکر یہ مسئلہ حل ہوا۔ اور تا آنکہ لنگر خانہ میں گیس کے آہنی تنور آگئے اور روٹی پکانے کی مشینیں بھی آگئیں تنور امرتسر سے ہی فراہم کئے جاتے رہے۔

۱۹۴۷ء میں چالیس کے قریب زخمی افراد بھی ہمیں ملے تھے یہ غیر احمدی افراد تھے اور زخمی ہوجانے کے باعث اہل قافلہ انہیں چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ ہم ان کی دیکھ بھال اور علاج کرتے تھے ان کی دیکھ بھال پر میری ڈیوٹی لگا دی گئی تھی میرے ساتھ اور جو درویش بھائی تھے ان میں مرحوم فضل الرحمٰن صاحب بھی تھے۔ یہ زخمی زخموں کی تاب نہ لاکر دو چار روز میں ایک بعض اوقات دو ان میں سے وفات پاجاتے ۔ چونکہ یہ سب غیر احمدی تھے انکی تدفین عام قبرستان میں ہوتی تھی انکی قبر عام قبرستان میں تیار کرکے دفن کرنا بھی ہماری ڈیوٹی میں شامل تھا۔ ہمارے حزب میں سے تین افراد مکرم خواجہ دین محمد صاحب۔ مکرم مستری عبد الغفور صاحب اور مکرم فضل الرحمٰن صاحب نے اپنے ذمہ لحد کھودنے کی ڈیوٹی ہوتی تھی جب بھی ضرورت پڑتی باقی چھ افراد گڑھا کھودتے اور پھر ان تین بھائیوں سے عرض کرتے کہ اب آپ کا کام باقی ہے یہ تینوں قبر میں اتر جاتے اور تھوڑی دیر میں ہی لحد تیار کردیتے اتنی دیر میں میت کو کفن دیکر وہاں لے آیا جاتا اور تدفین عمل میں آجاتی۔

مکرم فضل الرحمٰن صاحب بھی ان چند باہمت درویشان میں سے تھے جو بھینس پالنے کا بھی اہتمام کرتے تھے جب تک آپ زندہ رہے آپ کے گھر میں بھینس رہی ۔بھینس کے چارہ کیلئے کچھ کھیت ٹھیکہ پر لیکر چارہ بھی کاشت کرلیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ چند افراد نے مل کر یہ پروگرام بنایا کہ فلاں شخص اپنی کچھ زمین فروخت کررہا ہے ہم ملکر خرید لیں اور آپس میں اس کے حصے کرکے اپنے اپنے حصہ کی زمین پر چارہ بولیا کریں گے اس سے فائدہ رہے گا۔ چنانچہ مالک زمین سے سودا طے ہوگیا اس وقت قادیان ابھی سب تحصیل نہیں بنا تھا۔ رجسٹریاں بٹالہ میں ہوتی تھیں۔ سب اپنی اپنی رقم لیکر بٹالہ کیلئے روانہ ہوئے ۔ بسوں میں بڑا رش تھا۔ بس آتے ہی دو ساتھی بس کی چھت پر چڑھ گئے اور دو افراد جن میں ایک مکرم فضل الرحمٰن صاحب تھے بس کے اندر گھسنے کی کوشش کررہے تھے اندر جاکر جب اپنا جائزہ لیا تو مکرم فضل الرحمٰن صاحب کی جیب کٹ چکی تھی آپ کو یقیناً اس پر سخت افسوس ہوا ہوگا مگر طبیعت میں ایک گونہ ظرافت بھی تھی آپ بس سے نیچے اتر آئے اور باقی ساتھیوں کو آواز دیکر کہا کہ سب آجاؤ جانے کی ضرورت نہیں رجسٹری ہوگئی ہے۔

آپ اچھے صحت مند تھے کوئی مہلک بیماری دامن گیر نہیں تھی ایک روز اچانک سینہ میں جکڑن کا احساس ہوا مقامی طور پر احمدیہ شفاخانہ میں دکھایا گیا ڈاکٹر صاحب نے امرتسر لے جانے کا مشورہ دیا لہٰذا فوری طور پر امرتسر لے جایا گیا۔ وہاں گورونانک ہسپتال میں چند روز داخل رہ کر داعی اجل کو لبیک کہا انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ جنازہ قادیان لایا گیا اور مورخہ 13.9.85 کو بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔ اللہ تعالیٰ اپنے حضور بلند درجات عطا فرمائے آمین۔ گلشن احمد میں انکی یادگار چار بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں جو سب شادی شدہ ہیں۔ بڑے بیٹے مکرم مولوی سلطان احمد صاحب ظفر جامعۃ المبشرین کے پرنسپل ہیں۔ دوسرے بیٹے مکرم مولوی برہان احمد صاحب ظفر ناظر نشر واشاعت ہیں تیسرے بیٹے مکرم ریحان احمد صاحب ظفر اور چوتھے بیٹے مکرم لقمان احمد صاحب ظفر بھی خادم سلسلہ ہیں اللہ تعالیٰ آپ کی اولاد کو مقبول خدمات کی توفیق دے۔ اور اپنی رضاء کی راہوں پر چلائے اور مستقبل روشن اور تابناک بنائے۔ ❁

مکرم عبد المطلب صاحب بنگالی

ولد مکرم دائم اللہ صاحب مرشد آباد بنگال

تیسری دیہاتی مبلغین کلاس جو ساری کی ساری درویشان میں شامل کرلی گئی تھی اس میں چالیس سٹوڈنٹ زیر تعلیم تھے۔ ان میں پانچ طلباء بنگالی تھے۔ مکرم عبید الرحمٰن صاحب فانی۔ مکرم عبد المطلب صاحب بنگالی۔ مکرم محمد عمر علی صاحب بنگالی۔ مکرم طیب علی صاحب بنگالی۔ مکرم مظہر علی صاحب بنگالی۔ ان میں سے مظہر علی صاحب کچھ عرصہ بعد واپس چلے گئے تھے۔ باقی چاروں آخر تک درویشی میں قائم ہیں۔ ان میں دو بقید حیات ہیں۔ اور دو اپنا عہد وفا نبھا کر اللہ تعالیٰ کی رضاء کی جنتوں میں آرام کررہے ہیں۔

مکرم عبد المطلب صاحب بڑے سادہ مزاج اطاعت شعار اور مستقل مزاج تھے۔ 1950ء میں جب اس کلاس کے سٹوڈنٹ کو تکمیل تعلیم کے بعد میدان عمل میں بھجوایا گیا تو مکرم عبد المطلب صاحب کو بنگال میں متعین کیا گیا اور یہ سروس کے اختتام تک کئی جگہوں پر تعلیم و تربیت کی خدمات بجالاتے رہے۔ 1970ء میں خاکسار اور مکرم ماسٹر محمد ابراہیم صاحب مرحوم کو ایک جماعتی کام سے کلکتہ جانا پڑا ہمارا قیام قریب پندرہ روز وہاں رہا۔ وہاں ہمیں یہ مشکل پیش آئی کہ سارا دن پیاس لگی رہتی بار بار پانی پیتے کبھی چائے پیتے کہ پیاس کم ہو مگر پیاس پیچھا نہیں چھوڑتی تھی چار روز اسی طرح گزر گئے چوتھے روز مغرب کی نماز میں دیکھا تو عبد المطلب صاحب مسجد میں موجود تھے ان سے ملاقات کرکے بڑی خوشی ہوئی۔ آپ نے ہم سے پوچھا کہ آپ کو کوئی ضرورت تو نہیں؟ میں ہر خدمت کیلئے حاضر ہوں ہم نے بتایا کہ ضرورت تو کچھ بھی نہیں ہے ہم پیاس کی وجہ سے سخت پریشان ہیں سن کر کہا یہ تو معمولی بات ہے ابھی اس کا حل کرتا ہوں ہمیں ساتھ لیکر باہر سڑک پر آئے وہاں ایک شخص کچے ناریل (اسکو بنگالی میں ڈاب کہتے ہیں) بیچ رہا تھا اس کو کہا دو ڈاب دینا اس نے دو ناریل سوراخ کرکے ہمیں دے دیئے ہم نے ان کے اندر کا پانی پی لیا اور پیتے ہی طبیعت کو بڑا سکون مل گیا کہنے لگے یہی علاج ہے صبح شام ایک ایک ڈاب پی لیا کریں۔

دوسرے دن کہنے لگے چلیں آپ کو بنگال کے دیہاتی علاقہ کی سیر کرالاؤں ہم ساتھ ہولئے آپ نے تین گاؤں ہمیں دکھائے اور وہاں کے احمدی احباب سے ملایا وہ مرکز کے احمدی درویش بھائیوں سے ملکر بہت خوش ہوئے دوپہر کا کھانا ایک گاؤں میں خالص بنگالی طریق پر کھایا مچھلی اور چاول بڑا مزا آیا تیسرے پہر ہم تینوں ڈائمنڈ ہاربر پہنچے۔ یہ سمندر کے کنارہ پر ہے اور سب سے پہلے انگریزوں نے اسی مقام سے تجارت کا آغاز کیا تھا اور آہستہ آہستہ پورے ہندوستان پر حاکم ہوگئے گویا ’’آگ لینے آئی گھر والی بن گئی‘‘ کی کہاوت ثابت ہوئے۔ یہاں اچھی جماعت احمدیہ ہے خوبصورت مسجد بھی ہے احباب سے ملاقات ہوئی بڑے خوش ہوئے مغرب کی نماز یہاں پڑھی اور رات کا کھانا بھی کھایا اور بذریعہ ٹرین کلکتہ واپسی ہوئی ہم نے اپنا کام ختم کرکے جلد واپس آنا تھا اس لئے مزید مقامات کی سیر نہیں کرسکے۔

مرحوم اپنی سروس ختم کرکے مع اہل وعیال قادیان آگئے تھے کیونکہ آپ درویشان میں سے تھے اور بقیہ زندگی قادیان میں ہی گزارنا چاہتے تھے۔ مزید خاندانی حالات اس طرح ہیں کہ آپکے والدین ابراہیم پور ضلع مرشد آباد کے رہنے والے تھے آپ چھ بھائی تھے والدین وفات پاچکے تھے دو بھائیوں نے احمدیت قبول کی۔ تو تایا نے جو والدین کے بعد نگران اور گارڈین تھے۔ دونوں احمدی لڑکوں کو گھر سے نکال دیا والد صاحب کے چچیرے بھائیوں میں سے ایک چچا احمدی تھے انہوں نے انہیں سنبھالا اور گاؤں کی حد تک تعلیم مکمل کروانے کے بعد دیہاتی مبلغین میں تعلیم حاصل کرنے کیلئے قادیان بھجوادیا۔

ریٹائرمنٹ کے بعد آپ چند سال قادیان میں مقیم رہے اپنے شوق سے دفتر زائرین میں ڈیوٹی پر آجایا کرتے تھے نحیف الجثہ تھے مگر تھے چاق و چوبند نمازوں میں باقاعدہ جملہ دینی کاموں میں بڑی مستعدی سے شامل ہونے والے ہیں اکتوبر 1985 کو لقوہ کا اٹیک ہوا فوری طور پر علاج سے دس بارہ دن میں طبیعت سنبھل گئی۔ ہسپتال سے گھر آگئے قریب چالیس روز بعد ایک روز نماز تہجد کیلئے بیدار ہوئے مگر کمزوری کی وجہ سے اٹھ نہیں سکے آپ کے بیٹے نے اٹھ کر جلدی سے گردن کو سہارا دیا مگر آپ تو عالم بالا کے عظیم سفر پر روانہ ہورہے تھے۔ چند منٹوں میں سرائے فانی سے رہا سہا تعلق بھی منقطع ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مورخہ ۷ دسمبر ۱۹۸۵ء کو آپ داغ مفارقت دے گئے اور اسی روز بعد نماز عصر بہشتی مقبرہ میں

تدفین عمل میں آئی اللہ تعالیٰ آپ کو اعلیٰ علیین میں مقام عطا فرمائے۔ آپ کی یادگار ایک بیوہ اور پانچ لڑکے ہیں۔ آپ کی کوئی لڑکی نہیں ہے دو بیٹے مبلغین میں اور ایک معلم کے طور پر خدمت بجالا رہے ہیں دو بیٹے صدر انجمن احمدیہ کے مختلف اداروں میں خدمت کی سعادت پا رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو اپنی رضا کی راہوں پر چلائے آمین۔ ۞

مکرم قریشی فضل حق صاحب

ولد مکرم قریشی کمال دین صاحب قادیان

۱۶ر نومبر ۱۹۴۷ء کی رات بھی ایک عجیب رات تھی یہ زمانہ درویشی کی پہلی رات تھی۔ کچھ معلوم نہ تھا کہ اس گھپ اندھیری رات میں کیا کچھ ہو گذرے ایک خوف کا عالم تھا جو تمام فضاء میں چھایا ہوا تھا مگر یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ ہم درویشوں کے دل اس خوف سے خالی تھے۔ جو مرنا اپنے دل میں ڈال لیتا ہے تو تمام خوف ان سے دور بھاگ جاتے ہیں۔ یہی حال ہمارا تھا۔ مگر اس کا یہ مطلب ہرگز نہ تھا کہ ہم ظاہری اسباب سے لاپرواہ ہو جاتے۔ پورے احمدیہ ایریا میں کڑا پہرہ ہوتا تھا اس رات میری اور مکرم قریشی فضل حق صاحب کی ڈیوٹی رات بارہ بجے سے دو بجے تک تھی۔ قریشی صاحب سے میں نے یہ عرض کر دیا کہ آپ اس مقام پر کھڑے رہ کر دعائیں کرتے رہیں۔ جس قدر ایریا ہمارے لئے گشت کیلئے مقرر ہے میں اس میں گشت کرتا رہوں گا۔ یہ رات خدا تعالیٰ کے فضل سے پر امن گذر گئی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رعب کی صورت میں نصرت اس طور پر آئی تھی کہ رات کو ہمارے ایریا سے مارے خوف کے کوئی بھی نہ گذرتا تھا۔ یہ میری مکرم قریشی صاحب سے پہلی ملاقات تھی۔

مکرم قریشی فضل حق صاحب ضلع مظفر آباد کشمیر کے رہنے والے تھے احمدیت قبول کر لینے کی وجہ سے وہاں کے مقامی لوگوں نے آپ کی مخالفت میں اس قدر شدت اختیار کی کہ آپ کی اہلیہ بھی چھین لی اور وطن سے نکلنے پر مجبور کر دیا مکرم قریشی محمد حنیف صاحب سائیکل سیاح قبل ازیں احمدیت قبول کر چکے ہوئے تھے اور آپ نے بھی علاقہ کشمیر کی بجائے پنجاب کو اپنے لئے پسند کر لیا ہوا تھا مکرم قریشی فضل حق صاحب جب بے گھر ہو کر مختلف مقامات سے ہوتے ہوئے قادیان آئے تو اس وقت موضع سیکھواں میں بچوں کو پڑھانے کیلئے ایک ٹیچر کی ضرورت تھی آپ کا تقرر اس آسامی پر ہو گیا۔ گو یہ ایک عارضی نوعیت کی ملازمت تھی تاہم کچھ گذارہ کی صورت پیدا ہو گئی۔ چند سال وہاں ملازمت کے بعد آزادی وطن اور تقسیم وطن کا سانحہ درپیش ہوا اور دیگر افراد ساکنین سیکھواں کے پاکستان ہجرت کر جانے پر آپ پھر قادیان آ گئے۔ اور جب درویشان قادیان کیلئے افراد کا انتخاب کیا گیا تو آپ بھی ان میں چن لئے گئے زمانہ درویشی کے ابتدائی ۵ سال جو تجرد کی زندگی کے نہایت کٹھن سال تھے بیت گئے اور حضور انور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی تحریک پر بھارت سے 10/12 خاندان ہجرت کر کے قادیان آ گئے ان کے ہمراہ بچے بھی تھے ان بچوں کی تعلیم جاری رکھنے کیلئے ابتدائی طور پر دو تین کلاس کے کورس کی حد تک ایک سکول کا اجراء کیا گیا جس کے مدرس مکرم قریشی صاحب مقرر ہوئے۔ پھر ضروریات بڑھنے کے ساتھ ساتھ سکول کا درجہ بڑھایا جاتا رہا اور خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے اب یہ تعلیم الاسلام ہائی سکول ہے۔ قریشی صاحب ریٹائر ہونے تک اس سکول سے وابستہ رہے۔ سکول ٹائم کے بعد محترم قریشی صاحب بچوں کو قرآن کریم بھی پڑھایا کرتے تھے۔

مکرم امیر احمد صاحب خادم مسجد مبارک ۱۹۴۷ء سے قبل سے اس خدمت پر مامور تھے کچھ عرصہ بعد انہیں کچھ دماغی ٹینشن ہو گئی تھی۔ اس لئے انہیں حضور انور کے ارشاد پر پہاڑی مقام پر بھجوایا گیا تھا ہر سال گرمیاں وہ آسنور میں گزارتے تھے اس لئے خادم مسجد مبارک کی خدمت کی سعادت بھی مکرم قریشی صاحب کے حصہ میں آئی اور ایک لمبا عرصہ آپ یہ خدمت احسن طور پر ادا کرتے رہے کئی بچوں کو اس عرصہ میں قرآن کریم پڑھایا اور چند لڑکوں کو ایک کلاس کی صورت میں آذان دینے کیلئے ٹرینڈ کرتے رہے اور جب یہ ٹرینڈ ہو گئے تو محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی کو بلا کر ان بچوں کی اذان کا مقابلہ کرایا اور اول آنے والے بچہ کو انعام ملا۔

مکرم قریشی صاحب کی شادی مونگھیر میں ہوئی یہ شادی آپ کے لئے بڑی برکت کا موجب ہوئی اللہ تعالیٰ نے اس اہلیہ سے آپ کو ایک لڑکا اور چار بیٹیاں عطا فرمائیں۔ ایک بیٹی آپ کی اہلیہ کی سابقہ شادی سے موجود تھی کل پانچ بچیوں کی تعلیم و تربیت آپ نے نہایت اچھے طریق پر کی یہ امر قابل تحسین ہے اللہ تعالیٰ اس کا آپ کو اجر عطا فرمائے۔ آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے تین بیٹیاں دیں اور اس نے ان کی اچھی تعلیم و تربیت کی وہ اللہ تعالیٰ کی جنت میں داخل ہو گیا قریشی صاحب نے تو پانچ بچیوں کی اچھی تعلیم و تربیت کی ہے اللہ تعالیٰ انہیں اپنے حضور بلند درجات عطا فرمائے۔

۱۹۷۳ء میں آپ کو کاربنکل ہو گیا تھا اور حالت خاصی نازک ہو گئی تھی جب آپ کو امرتسر گورونانک ہسپتال میں داخلہ کیلئے لے جایا جا رہا تھا تو آپ بار بار کہتے عالم صاحب آپ دعا کریں کہ میں صحت یاب ہو کر قادیان آ جاؤں ایک بار پھر قادیان کے گلی کوچوں کو دیکھ لوں بڑے فکرمند تھے اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعائیں قبول فرمائیں اور آپ صحت یاب ہو کر قادیان آ گئے کمزوری کے باوجود آپ اپنی دوکان میں چارپائی ڈال کر بیٹھے رہتے اور بچوں کو قرآن کریم اور اردو پڑھاتے رہتے کاپیاں سیاہی قاعدے۔ ٹافیاں میٹھی گولیاں وغیرہ اشیاء بھی دوکان میں رکھی تھیں کچھ بک جاتیں کچھ بچوں کی ضیافت میں کام آ جاتیں آپ نے کبھی دوکان میں خسارہ کا رونا نہیں رویا۔ خوش رہتے کئی دفعہ میں گزر رہا ہوتا تو آواز دیکر بلاتے اور اپنے چندہ کی رسیدات جو بڑی ترتیب سے ٹیگ لگا کر رکھی ہوتی تھیں دکھاتے کہ میں چندہ باقی نہیں ہونے دیتا یہ دیکھیں رسیدات۔

ایک رجسٹر رکھا ہوا تھا جس میں ہر روز کے وقوع پذیر ہونے والے اہم واقعات درج کرتے جاتے تھے۔ اور بڑی باقاعدگی سے سانحات محفوظ کرتے جاتے تھے۔ اب پتہ نہیں کہ آپ کی اولاد نے یہ رجسٹر سنبھالا ہوا ہے یا ضائع کر دیا ہے۔

۱۹۸۶ء میں کمزوری بڑھ جانے پر دوکان پر بیٹھنا چھوڑ دیا تھا اور گھر پر ہی رہتے تھے خوراک روز بروز کم ہوتی جا رہی تھی۔ علاج کیلئے بڑی توجہ دی گئی احمدیہ شفاخانہ کے علاوہ مقامی دیگر ڈاکٹروں سے بھی علاج کرایا جاتا رہا لیکن نہ تو خوراک بڑھی اور نہ کمزوری دور ہوئی آخر حالت ایں جا رسید کہ باتیں بھی اشارہ سے سمجھانے لگے ایک روز اپنے بچوں کو چار انگلیوں سے کچھ اشارہ کرتے رہے جس کی بچوں کو سمجھ نہیں آئی۔ اور مورخہ ۸۶۔۴۔۲۴ کو آپ نے اپنے مکان پر ہی نہایت خاموشی سے اپنا سفر آخرت طے کر لیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے۔ اور اپنی رضا کی جنتوں میں داخل کرے اور آپ کی اولاد کا مستقبل روشن اور تابناک بنائے اور انہیں بھی اپنی رضا کی راہوں پر چلائے۔ مورخہ 25.4.86 کو بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔ ۞

مکرم مرزا محمود احمد صاحب

ولد مرزا اکریم بیگ صاحب

مورخہ گیارہ مئی 1948 کو جو قافلہ قادیان آکر درویشان میں شامل ہوا تھا اس میں زیادہ تر معمر بزرگ ہی تھے صرف چند ایک نوجوان تھے۔ انہیں ہی مرزا محمود احمد صاحب تھے آپ قادیان کے ہی رہنے والے تھے مگر قادیان میں درویشوں کے انتخاب کے موقعہ پر حاضر نہیں تھے۔ اس لئے آپ ابتدائی فہرست میں نہیں آسکے اور پھر جب رتن باغ سے گیارہ مئی کو قافلہ آ رہا تھا کوشش کر کے اس میں شامل ہو کر قادیان آ گئے۔ آپ باقاعدہ ورزش کرنے والے تھے جسم مضبوط اور پھرتیلا تھا روزانہ صبح تین میل لمبی دوڑ لگانا آپ کا معمول تھا درختوں پر بڑی پھرتی سے چڑھ جاتے تھے اسی وجہ سے آپ کا نام محمود احمد پہاڑی پڑ گیا تھا اور آپ نے اس کو اپنا لیا ہوا تھا۔ قادیان میں شروع درویشی میں مکرم سائیں عبد الرحمٰن صاحب گوشت بنایا کرتے تھے ہفتہ میں دو بار گوشت ہوتا تھا جمعہ کے روز اور سوموار کو لنگر خانہ میں بھی انہی دونوں دنوں میں شام کے وقت آلو گوشت پکا کرتا تھا۔ صبح کے وقت تو لازمی طور پر دال ہی پکتی تھی شام کو باقی پانچ وقتوں میں سبزیاں پکا کرتی تھیں۔ سائیں عبد الرحمٰن صاحب کمزور ہو گئے تھے ان کی جگہ کسی درویش کی ضرورت تھی کہ وہ گوشت کا کام کرے۔ اس کی صورت یوں پیدا ہوئی کہ مکرم مستری محمد الدین صاحب نے اس کی نگرانی سنبھالی اور مرزا محمود احمد صاحب کو ساتھ شامل کر کے کام شروع کر دیا۔ سب سے بڑی مشکل بکریوں کا سنبھالنا تھا۔ یہ جانور ایسا ہے کہ جب تک اس کو باہر نہ پھرایا جائے بیمار ہو جاتا ہے مرزا صاحب بکریوں کو دور دور تک لے جاتے اور شام کو واپس لے آتے۔ اس دور میں بڑا اچھا گوشت ملتا رہا۔

مرزا بڑے نڈر اور دلیر آدمی تھے مشکلات سے گھبرانے والے نہ تھے 1955 میں ایک عظیم سیلاب آیا جس نے ہندوستانی اور پاکستانی پنجاب کو بڑا نقصان پہنچایا۔ ریلوے لائن کے پل ٹوٹ گئے پکی سڑکیں سیلاب میں بہہ گئیں آمد و رفت کا سلسلہ درہم برہم ہو کر رہ گیا۔ بجلی کے کھمبے گر گئے ٹیلیفون کی تاریں اکھڑ گئیں کوئی ذریعہ رسل و رسائل کا نہ رہا نہ ہمیں خبر کہ ربوہ کا کیا حال ہے نہ ربوہ والوں کو کچھ علم کہ قادیان کا کیا حال ہے اس حال میں ربوہ جا کر صورت حال کی اطلاع دینا اور وہاں سے خبر لا کر یہاں پہنچانا ایک مسئلہ تھا۔ مرزا محمود احمد صاحب کا پاسپورٹ ویزا حسن اتفاق سے تیار تھا وہ تیار ہو گئے اور پیدل بھاگتے ہوئے جہاں سواری مل گئی وہاں سواری پر ورنہ پیدل پانی آیا تو تیر کر پار کیا اور بھاگتے چلے گئے اور تین روز میں ربوہ پہنچ گئے اور پھر وہاں سے حالات معلوم کر کے اور خیر و عافیت کی اطلاع لیکر دسویں روز واپس قادیان آ گئے۔

مسجد اقصیٰ قادیان کے کنویں میں پانی نکالنے کی بالٹی گر جایا کرتی تھی اس کو نکالنے کیلئے پہلے مکرم سائیں عبد الرحمٰن صاحب کنویں میں اترا کرتے تھے اس مرتبہ وہ علیل تھے مرزا محمود احمد صاحب کہنے لگے میں جاتا ہوں چنانچہ وہ ایک رسہ کے ذریعہ کنویں میں اتر گئے پھر رسہ اوپر کھینچ کر اس کے ساتھ ایک ٹوکری باندھ دی گئی کہ جو کنویں میں گری ہوئی اشیاء ملیں وہ مرزا صاحب ٹوکری میں ڈالتے جائیں اور پھر مکرم چوہدری عمر دین صاحب درویش اور چند اور نوجوان تھے جو اوپر کھینچ کر سامان نکال کر پھر ٹوکری کنویں میں اتار دیتے۔ اس طرح کنواں اچھی طرح صاف ہو گیا آخری بار خود مرزا صاحب ٹوکری میں سوار ہو کر اوپر آئے آپ نے پاؤں ٹوکری میں رکھے ہوئے تھے اور ہاتھوں سے رسہ مضبوطی سے پکڑا ہوا تھا۔ جونہی ٹوکری کنارہ کے قریب آئی مرزا صاحب تو یہ سوچے بغیر کہ رسہ کو چھوڑنے سے ٹوکری الٹ جائے گی ایک دم رسہ کو چھوڑ کر کنارہ کو پکڑنے کی کوشش کی مگر وہ اس میں کامیاب نہ ہوئے اور ٹوکری الٹ جانے سے ایک دم کنویں میں جو لگ بھگ ساٹھ میٹر نٹ گہرا تھا گر گئے۔ فوراً آدمی میری طرف بھاگا مجھے اطلاع دلی میں بھاگتا ہوا گیا میرے ساتھ دو خدام بھی وہاں پہنچے جا کر دیکھا تو مرزا صاحب کنویں سے باہر زمین پر لیٹے تھے۔ معلوم ہوا کہ مرزا صاحب نے حوصلہ نہیں ہارا کنویں میں گرتے ہی آواز دی کہ میں زخمی ہو گیا ہوں جلدی ٹوکری ڈالیں۔ چوہدری عمر دین صاحب نے فوراً ٹوکری ڈال دی اس میں مرزا صاحب بیٹھ گئے اور اوپر سے چوہدری عمر دین صاحب نے دیگر خدام کی مدد سے کھینچ کر انہیں باہر نکال لیا منارة المسیح کے ارتھ کی پلیٹ کنویں میں پانی کے اندر لٹک رہی تھی اس کے کونہ سے ٹکرا کر مرزا صاحب کی ران پر ایک بڑا زخم آیا تھا قریب تین پاؤ گوشت ران سے الگ ہو کر لٹک رہا تھا مرزا صاحب بڑے حوصلہ سے تھے۔ پانی ٹھنڈا ہونے کی وجہ سے خون بند ہو چکا تھا۔ مرزا صاحب کو فوراً ڈاکٹر کیدار ناتھ صاحب کے ہاں لے جایا گیا۔ ڈاکٹر صاحب انہیں بے ہوش کر کے ٹانکے لگانا چاہتے تھے مگر مرزا صاحب نے کہا ڈاکٹر صاحب آپ بے فکر ہو کر زخم کو ٹانکے لگائیں میں برداشت کروں گا۔ میں سامنے کھڑا تھا ڈاکٹر صاحب نے زائد گوشت کاٹ کر (جو زخم میں سمویا نہیں جا سکتا تھا) باقی زخم کو گوشت اندر سیٹ کر کے کم و بیش تیس ٹانکے لگائے مرزا صاحب بڑے حوصلے سے برداشت کرتے رہے۔ زخم سی لینے کے بعد انہیں ضروری انجکشن وغیرہ اور ادویہ دی گئیں اور چند روز وہاں داخل رکھا گیا خدا تعالیٰ کے فضل سے مرزا صاحب دو ماہ میں پھر چلنے پھرنے کے قابل ہو گئے چند سال بعد آپکو بھگندر کا پھوڑا ہو گیا تھا اس کا بھی اپریشن کرایا گیا ان ہر دو اپریشنوں کی وجہ سے مرزا صاحب بہت کمزور ہو گئے تھے مگر نمازوں میں باقاعدہ آتے اور صبح کے وقت بلند آواز سے تلاوت کیا کرتے تھے آہستہ آہستہ کمزوری بڑھتی گئی انہیں بواسیر کا عارضہ بھی لاحق تھا جس سے انہیں اچھا خاصا خون آ جاتا اور اس وجہ سے بیماری اور کمزوری بڑھتی چلی گئی۔

آپ کی شادی حیدرآباد میں ہوئی تھی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو پانچ بیٹے اور پانچ بیٹیاں عطا فرمائی تھیں۔ آپ تین بیٹیوں اور ایک بیٹے کی شادی کر چکے تھے باقی چھ بچوں کی شادیوں کا بار ابھی باقی تھا کہ دربار خداوندی سے آپکو حاضری کا پیغام آ گیا اور آپ نے مورخہ 20.6.86 کو جان جان آفریں کے حوالے کر دی انا للہ وانا الیہ راجعون اگلے روز بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے حضور اعلیٰ مقام سے نوازے اور آپ کی اولاد کا خود متکفل اور نگران ہو اور انہیں اپنی رضا کی راہوں پر چلائے آمین۔ ۞

جماعتوں میں تربیتی اجلاسات و تبلیغی مساعی

رشی نگر: مجلس خدام الاحمدیہ رشی نگر کشمیر کے زیر اہتمام احمدیہ پبلک سکول میں ایک تربیتی جلسہ زیر صدارت مکرم مولوی سراج دین صاحب ہوا۔ جس میں چند اطفال نے تقریر کی۔ صدر اجلاس نے تربیتی امور کی طرف توجہ دلائی۔ رشی نگر کے اطفال ہر جمعہ غرباء کی مالی امداد کے علاوہ خدمت خلق میں حصہ لیتے ہیں۔ ماہ فروری میں یہاں ۱۲ فٹ برف گری جسے ہٹا کر راستے بنائے۔ اسی طرح غیر از جماعت افراد کو ہسپتال پہنچانے میں مدد کی۔ ۱۵؍ مارچ کو پبلک سکول میں مجلس اطفال الاحمدیہ کی طرف سے ایک تربیتی اجلاس اور ۷؍ مارچ کو مسجد نور میں جلسہ یوم مصلح موعودؓ اور ۲۶؍ مارچ کو جلسہ یوم مسیح موعود ہوا۔ (وسیم احمد گنائی ناظم اطفال)

ضلع نظام آباد: مکرم ایڈیشنل ناظم صاحب وقف جدید بیرون اور خاکسار نے گذشتہ دنوں ضلع نظام آباد (آندھرا) کی نئی جماعتوں کا دورہ کیا اور نو مبائعین سے ملاقات کی۔ ان کے سوالات کے جوابات دئے ان کی تعلیم و تربیت کی کوشش کی۔ (محمد اقبال کنڈوری سرکل انچارج)

بھونیشور: جماعت احمدیہ بھونیشور نے امیر صاحب کی زیر صدارت ایک خصوصی جلسہ کیا۔ جس میں مکرم منیر احمد صاحب حافظ آبادی وکیل الاعلیٰ تحریک جدید قادیان نے تحریک جدید کی اہمیت و برکات پر خطاب فرمایا۔ مکرم امیر صاحب نے بھی ضروری امور کی طرف احباب کو توجہ دلائی۔ اجلاس کے آخر پر شیرینی تقسیم کی گئی۔
(سید فضل باری مبلغ سلسلہ)

بھرت پور: جماعت احمدیہ بھرت پور بنگال نے ۸؍ فروری کو بعد نماز مغرب زیر صدارت مکرم غلام رسول صاحب جلسہ کیا۔ جسمیں تلاوت و نظم کے بعد معلمین کرام نے تبلیغی عناوین پر خطاب کیا۔ رات ۹ بجے جلسہ ختم ہوا۔ ۱۴۰ افراد نے شرکت کی۔ مائیک کے ذریعہ غیر احمدی افراد نے بھی تقریریں سنیں۔

ملکی پلاسی: جماعت احمدیہ ملکی پلاسی بنگال نے ۲۷؍ فروری کو ایک تبلیغی جلسہ کیا۔ جسکی صدارت مکرم محی الدین صاحب نے کی تلاوت و نظم کے بعد معلمین کرام نے تقاریر کیں ۷۵ افراد نے شرکت کی۔ ایک نو مبائع دوست مکرم نادر صاحب نے سب کی تواضع کی۔

کمار پور: جماعت احمدیہ کمار پور بنگال نے ۲۸؍ فروری کو بعد نماز عشاء سوال و جواب کی ایک مجلس منعقد کی جس میں ۱۵ نو مبائعین نے شرکت کی۔ سوالوں کے جواب مکرم عزیز الحق صاحب معلم نے دئے۔
(شیخ محمد علی مبلغ و سرکل انچارج مرشد آباد بنگال)

جماعت احمدیہ نونہ مئی: جماعت احمدیہ نونہ مئی کشمیر نے فروری میں اجتماعی وقار عمل کیا۔ جس میں اطفال، خدام، انصار نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ حالیہ شدید برف باری کی وجہ سے گاؤں کے راستے برف سے ڈھک گئے تھے گاؤں میں چھ فٹ برف گری۔ وقار عمل میں گاؤں کی سڑک اور مسجد کے راستہ کو صاف کیا گیا۔ اسی طرح جلسہ یوم مصلح موعودؓ کیا گیا۔ (مظفر احمد زعیم انصار اللہ نونہ مئی)

بلار پور سرکل: جماعت احمدیہ بلار پور (مہاراشٹر) کا تربیتی اجلاس ۲؍ فروری کو بعد نماز مغرب دار التبلیغ میں ہوا۔ تلاوت و تقریر کے بعد دو تقاریر ہوئیں اجلاس میں لجنہ و ناصرات نے شرکت کی۔
۹؍ فروری کو ''کھڑکی'' میں ایک تبلیغی جلسہ ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد چار تقاریر ہوئیں باد جود سخت مخالفت کے جلسہ نہایت کامیاب رہا۔ اسی طرح ایس پی صاحب، ایم ایل اے صاحب، اور ایم پی صاحب چندا پور سے ایک وفد نے ملاقات کی۔ اور جماعت احمدیہ کا تعارف کرایا۔ (شیخ اسحاق سرکل انچارج

جماعت احمدیہ بوکارو: جماعت احمدیہ بوکارو (جھارکھنڈ) کی طرف سے ۱۰؍ فروری کو جناب چندر شیکھر ایم پی صاحب کو لٹریچر دیا گیا اور جماعت احمدیہ کا تعارف کرایا گیا۔
۱۵؍ فروری کو اتر پردیس کے وزیر اعلیٰ جناب ملائم سنگھ صاحب سرکاری دورے پر بوکارو آئے انہیں بھی اسلامی لٹریچر پیش کیا گیا۔ اور جماعت احمدیہ کا تعارف کرایا موصوف نے شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا میں جماعت احمدیہ کو جانتا ہوں یہ بہت اچھی جماعت ہے۔ اتر پردیش کے کیبنیٹ وزیر جناب نارد رائے جی ۱۶؍ فروری کو بوکارو آئے آپکو بھی جماعت احمدیہ کا لٹریچر پیش کیا گیا۔ اسی طرح جناب راج ببر صاحب ایم پی اکبر پور یوپی اور جناب امر سنگھ صاحب نیشنل صدر آف سماج وادی پارٹی کو بھی لٹریچر دینے کے ساتھ جماعت کا تعارف بھی کرایا گیا۔
(عبد الرحیم معلم بوکارو)

کالا بن: مجلس انصار اللہ کالا بن کشمیر نے زیر صدارت مکرم محمد شریف صاحب صدر جماعت جلسہ یوم مصلح موعودؓ منعقد کیا۔ جسمیں صدارتی خطاب کے علاوہ پانچ تقاریر ہوئیں۔ جلسہ میں مرد و زن نے شرکت کی۔

حیدر آباد کی ڈائری

بک سٹال: شہر حیدراباد و سکندراباد کے وسط میں واقع نظام کالج کی گراؤنڈ میں امسال ۱۹واں بک فیئر ۳ تا ۱۳؍ فروری منعقد ہوا۔ حسب سابق امسال بھی اس میں جماعت احمدیہ حیدراباد نے اپنا بک سٹال نہایت شاندار اور کامیاب طریق پر لگایا۔ اس بک فیئر میں اسلامی سٹال صرف جماعت احمدیہ کا بک سٹال ہی تھا۔ جو زائرین کے لئے خاص اہمیت کا حامل بنا تقریباً ۲۲ ہزار روپے کی کتب فروخت ہوئیں جسمیں تلگو ترجمہ قرآن مجید، کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور تفسیر کبیر سر فہرست رہیں۔ خدام، اطفال، انصار نے خصوصی تعاون دیا۔ تبلیغی گفتگو کے ساتھ لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا۔ جس کے ذریعہ دس ہزار سے زائد افراد تک پیغام حق پہنچا۔ بک فیئر میں کئی اعلیٰ مذہبی و سیاسی شخصیات نے شرکت کی جنہیں قرآن مجید اور لٹریچر پیش کیا گیا۔ اخبارات نے جماعتی بک فیئر کا بطور خاص ذکر کیا

تربیتی اجلاسات: ۶؍ فروری کو مسجد احمدیہ فلک نما میں جلسہ ہوا۔ دو تقاریر کے علاوہ محفل سوال و جواب ہوئی۔ اسی روز مسجد الحمد سعید آباد میں جلسہ ہوا۔ صدر اجلاس کے خطاب کے علاوہ تین تقریریں اور مجلس سوال و جواب ہوئی۔

۱۳؍ فروری کو مسجد احمدیہ فلک نما میں جلسہ ہوا جس میں ایک تقریر اور مجلس سوال و جواب ہوئی۔ ۲۰؍ فروری کو مسجد الحمد سعید آباد میں جلسہ ہوا۔ دو تقاریر کے علاوہ مجلس سوال و جواب ہوئی۔ ۲۶؍ فروری کو مسجد احمدیہ بی بی بازار میں جلسہ ہوا ایک تقریر کے علاوہ مجلس سوال و جواب ہوئی۔

جلسہ سیرت النبی ﷺ: ۱۳؍ فروری کو مسجد احمدیہ افضل گنج میں جماعت احمدیہ حیدراباد و سکندراباد کا مشترکہ جلسہ سیرت النبیؐ زیر صدارت مکرم حافظ صالح محمد الہ دین صاحب ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد مکرم مولانا محمد انعام صاحب غوری ناظر اصلاح و ارشاد، مکرم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد ایڈیشنل ناظم وقف جدید قادیان، مکرم عارف احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدراباد اور خاکسار نے تقریر کی۔

سالانہ اجتماع وقف نو: ۲۷؍ فروری کو مسجد احمدیہ فلک نما میں واقفین نو آندھرا پردیش کا سالانہ اجتماع ہوا۔ جسمیں واقفین نو کے مختلف علمی مقابلہ جات ہوئے۔ ۴۱ واقفین نو بچوں نے اجتماع میں حصہ لیا۔

جلسہ یوم مصلح موعودؓ: اسی روز مسجد احمدیہ فلک نما میں زیر صدارت محترم صوبائی امیر صاحب جلسہ یوم مصلح موعودؓ ہوا۔ کثیر تعداد میں احباب جماعت حیدراباد و سکندراباد نے حصہ لیا۔ خاکسار کے علاوہ مکرم حمید انصاری صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدراباد، مکرم عظیم الدین صاحب نے تقریر کی۔

دیگر: انفرادی و اجتماعی تبلیغی پروگراموں کے علاوہ دوران ماہ ہر شہر کے سرکردہ علماء کو تبلیغی پیکٹ بذریعہ پوسٹ روانہ کئے گئے۔ خدام الاحمدیہ کے زیر اہتمام ہر اتوار کو بک سٹال لگایا جاتا ہے۔ دوران ماہ خدام نے ہفتہ تبلیغ بھی منایا۔
(مقصود احمد بھٹی مبلغ سلسلہ)

دعائے مغفرت

محترمہ رئیسہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم محمد اکبر صاحب آف چھد بنا سہارنپور یوپی دس فروری کو اچانک حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔
مکرم اکبر علی صاحب نے عرصہ دو سال قبل قبول احمدیت کی سعادت پائی تھی۔ آپ کے صاحبزادے عزیز مکرم حافظ ریحان احمد صاحب معلم وقف جدید بیرون مقیم دہرہ دون نے پہلے 2000ء میں قبول احمدیت کی سعادت حاصل کی اور پھر تمام خاندان نے 2002 میں احمدیت قبول کی اس خاندان کے قبول احمدیت کی وجہ سے گاؤں میں ان کی شدید مخالفت ہوئی۔ مرحومہ نے اور تمام خاندان نے بڑے صبر و حوصلے سے مخالفت کو برداشت کیا اور مرحومہ کی وفات پر مولویوں نے دوبارہ کفر کا فتویٰ دیا اور قبرستان میں تدفین نہ ہونے دی۔ جس کی وجہ سے مرحومہ کو ان کی اپنی زمین میں دفنایا گیا اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ اور صبر و استقامت کے ساتھ مخالفت کو برداشت کرنے کی توفیق بخشے۔

(خان محمد ذاکر خان بمیالوی۔ صدر جماعت احمدیہ سہارنپور یوپی)

محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں
سونے و چاندی انگوٹھیوں کی اعلیٰ ورائٹی
ALFAZAL JEWELLERS Rabwah
الفضل جیولرز ربوہ
الیس اللہ بکاف عبدہ
فون: 04524-211649
04524-613649
چوک یادگار حضرت اماں جان ربوہ

جماعت احمدیہ فرانس کے

13ویں جلسہ سالانہ کا کامیاب و بابرکت انعقاد

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی بابرکت شرکت۔ فرانس کی سرزمین سے جلسہ قادیان سے خطاب

صدر مملکت، وزیر اعظم اور بعض دیگر اعلیٰ شخصیات کے خصوصی پیغامات مواصلاتی رابطہ کے ذریعہ براہ راست سنے گئے

(رپورٹ۔ فہیم احمد نیاز۔ جنرل سیکرٹری فرانس)

اللہ تعالیٰ کے بے انتہاء فضل و کرم سے جماعت احمدیہ فرانس کو اپنا تیرھواں جلسہ سالانہ مرکزی مشن ہاؤس بیت السلام میں منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ ہمارا یہ جلسہ سالانہ مؤرخہ 28,27,26 دسمبر بروز اتوار، سوموار، منگل منعقد کیا گیا۔ یہ جلسہ کئی لحاظ سے منفرد اور تاریخی تھا۔ سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز بنفس نفیس اس جلسہ میں رونق افروز ہوئے۔ امسال جلسہ سالانہ فرانس دسمبر کے مہینہ میں ہوا تاکہ قادیان دارالامان کے جلسہ کے دنوں میں ہو۔ اسی لئے جلسہ سالانہ کے پروگرام جمعہ۔ ہفتہ: اتوار کی بجائے قادیان دارالامان کے جلسہ کی تاریخوں کے مطابق، اتوار، سوموار اور منگل کو ہوئے۔

حضور انور کا افتتاحی خطاب قادیان کے جلسہ سالانہ کے لئے افتتاحی خطاب تھا اور اسی طرح فرانس کے جلسہ کا اختتامی خطاب قادیان کے جلسہ کے لئے بھی اختتامی خطاب تھا اور ہر دو خطاب MTA پر براہ راست دیکھے اور سُنے گئے۔ اور جلسہ قادیان کے کچھ نظارے براہ راست فرانس میں دیکھنے کو ملے اور پھر ساری دنیا نے بھی ان مناظر کو دیکھا۔ موسم کی خرابی، سردی اور بارش وغیرہ مسائل کے باوجود اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و خوبی جلسہ کے پروگرام ہوتے رہے۔

انتظامات

جلسہ سے کچھ عرصہ قبل اس کی تیاریوں کے لئے میٹنگز ہونی شروع ہو گئیں۔ ان میں افسر جلسہ سالانہ مکرم حفیظ احمد ملک صاحب۔ افسر جلسہ گاہ مکرم اشتیاق احمد صاحب اور افسر خدمت خلق مکرم سعید حدودی صاحب مقرر ہوئے جنہوں نے نہایت محنت اور جانفشانی سے اپنے اپنے فرائض سرانجام دئے اور انکے نائبین بھی مقرر کئے گئے۔

مکرم نصیر احمد شاہد صاحب مربی سلسلہ بلجیم جلسہ سالانہ سے کچھ روز قبل تشریف لائے اور جلسہ کے انتظامات میں اسی طرح دوسرے امور میں بہت ہاتھ بٹایا۔

حضور انور کا ورود مسعود

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ورود بروز بدھ رات تقریباً 11 بجے مشن ہاؤس میں ہوا۔ امسال اہل فرانس کی یہ بھی خوش بختی رہی کہ حضور انور نے دو خطبات جمعہ یہاں سے ارشاد فرمائے۔

جلسہ کے پروگرام

جماعت احمدیہ فرانس کا تیرھواں جلسہ سالانہ 26 دسمبر بروز اتوار شروع ہوا۔ صبح 9:30 بجے پرچم کشائی کی تقریب ہوئی۔ حضور انور نے لوائے احمدیت لہرایا جب کہ مکرم اشفاق احمد ربانی صاحب امیر جماعت فرانس نے فرانس کا قومی پرچم لہرایا۔ اس کے بعد حضور انور نے دعا کروائی۔

افتتاحی اجلاس کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم فہیم احمد نیاز صاحب نے کی اور ان آیات کا اردو ترجمہ پیش کیا۔ اس کے بعد منیر ناگی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پاکیزہ منظوم کلام 'ہے شکر رب عزّ و جل خارج از بیاں' ترنم کے ساتھ پڑھ کر سنایا۔ جس کے بعد حضور انور نے افتتاحی خطاب فرمایا۔

دوسرا اجلاس

بعد از دو پہر اڑھائی بجے دوسرا اجلاس مکرم ممیر بخوطہ صاحب کی صدارت میں ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور اس کا فرنچ ترجمہ مکرم ناصر رحمٰن صاحب نے پڑھا۔ جبکہ اردو ترجمہ مکرم منصور احمد صاحب نے پیش کیا۔ مکرم محمود محمد حسین صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے عربی قصیدہ سے چند اشعار خوش الحانی سے پڑھے اس کا اردو ترجمہ مکرم ابدال ربانی صاحب نے پیش کیا۔ بعد ازاں مکرم عطاء المجیب راشد صاحب امام مسجد فضل لندن نے اردو میں "سیرت النبی ﷺ" کے موضوع پر تقریر کی۔ دوسری تقریر مکرم امین جواہر صاحب امیر جماعت احمدیہ ماریشس نے فرنچ میں بعنوان "مغربی معاشرہ میں ایک احمدی نوجوان کا کردار" کی۔ ان دونوں تقاریر کا فرنچ اور اردو میں ترجمہ بھی پیش کیا گیا۔

تیسرا اجلاس

جلسہ کا تیسرا اجلاس بروز سوموار صبح 11.00 بجے مستورات کا تھا۔ اس اجلاس کی صدارت مکرمہ نسیم دلانوا صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ فرانس نے کی۔ تلاوت قرآن کریم مع اردو ترجمہ مکرمہ رفعت مبشر صاحبہ نے پیش کیا۔ اس کا فرنچ ترجمہ مکرمہ یاسمین سعید صاحبہ نے پیش کیا۔ نظم مکرمہ بشریٰ حبیب صاحبہ نے کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے پیش کی۔ جبکہ اس کا فرنچ ترجمہ مکرمہ مبشرہ ماجد صاحبہ نے پیش کیا۔

اس اجلاس کی پہلی تقریر مکرمہ نزہت عارف صاحبہ نے بعنوان "سیرت حضرت خدیجہؓ" اردو میں کی۔ اس کا فرنچ ترجمہ مکرمہ طاہرہ ماجد صاحبہ نے پیش کیا۔ دوسری تقریر مکرمہ نصرت قدسیہ وسیم نے اردو میں "تربیت اولاد" کے موضوع پر کی جس کا فرنچ ترجمہ مکرمہ منیرہ ذبری صاحبہ نے پیش کیا۔ پروگرام کے آخر میں مکرمہ منصورہ مالک صاحبہ نے "اک نہ اک دن پیش ہوگا تو فنا کے سامنے" نظم پڑھی اور اس کا فرنچ ترجمہ مکرمہ ہبۃ اشتیاق صاحبہ نے پیش کیا۔

چوتھا اجلاس

بروز سوموار تین بجے سہ پہر مکرم عطاء المجیب راشد صاحب کی زیر صدارت شروع ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد دو تقاریر ہوئیں۔ دونوں تقاریر فرنچ میں ہوئیں۔ پہلی تقریر مکرم نصیر احمد شاہد صاحب نے "نظام وصیت اور برکات خلافت" کے موضوع پر کی۔ جبکہ دوسری تقریر مکرم ممیر بخوطہ صاحب آف جرمنی نے بعنوان "اسلام امن کا پیغام" کی۔ ان دونوں تقاریر کا اردو ترجمہ بھی پیش کیا گیا۔

اختتامی اجلاس

28/ دسمبر بروز منگل جلسہ کا آخری دن تھا۔ صبح تقریباً 11.00 بجے جب حضور انور جلسہ گاہ میں تشریف لائے۔ تو جلسہ گاہ نعروں سے گونج اٹھا۔ یہ منظر قابل دید تھا۔ جب بیک وقت فرانس سے اور قادیان کی سرزمین سے نعروں کی آوازیں اٹھ رہی تھیں۔ اس اختتامی اجلاس میں علاقہ کے میئر Togo اور آئیوری کوسٹ کی ایمبیسیز کے نمائندگان نے شرکت کی۔ مشن ہاؤس کے ریجن کے ایک ڈپٹی میئر نے بھی شرکت کی۔ علاقہ کے میئر نے خطاب بھی کیا۔ مکرم امیر صاحب نے ان خطابات کا اردو میں ترجمہ بھی پیش کیا۔ نیز مکرم امیر صاحب نے حکومتی سطح پر اعلیٰ شخصیات کے موصول ہونے والے پیغامات بھی پڑھ کر سنائے۔ اجلاس کی باقاعدہ کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم اسرار الحق صاحب نے کی اور اردو ترجمہ بھی پیش کیا۔ نظم مکرم موسیٰ سمارے صاحب نے

"ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے" خوش الحانی سے پڑھی۔ اس کے بعد حضور انور نے دنیا میں امن قائم کرنے کے لئے اسلامی تعلیمات سے معمور روح پرور خطاب فرمایا۔

حضور انور کے خطبات جمعہ اور خطابات جلسہ کا فرنچ ترجمہ لندن سے براہ راست ہوتا رہا۔

بچوں کی کلاسز

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت بچوں کے ساتھ تین کلاسیں بھی لیں۔ پہلی چلڈرن کلاس 7 تا 12 سال کے اطفال، ناصرات کے لئے تھی۔ جبکہ باقی دو کلاسیں واقفین نو اور واقفات نو کی الگ الگ ہوئیں۔

دیگر پروگرام

اس کے علاوہ جلسہ کے ایام میں روزانہ نماز تہجد با جماعت ادا کی جاتی رہی۔ پانچوں نمازیں حضور انور کی اقتداء میں احباب جماعت ادا کرتے رہے۔ ہر روز فجر کے بعد درس حدیث ہوتا رہا۔

غیر از جماعت احباب کے لئے VIP ٹینٹ لگایا گیا تھا جہاں انہیں تبلیغ بھی ہوتی رہی۔ فرانس کے اس تاریخی جلسہ میں 12 ممالک کے افراد جماعت نے شرکت کی جن میں انگلستان، ماریشس اور سوئٹزرلینڈ کے احباب کے علاوہ 38 مختلف قوموں کے لوگوں نے شرکت کی کل حاضری 815 رہی۔

❁❁❁❁❁

نوجوان واقفین نو کے لیئے "کُل جرمن سیمینار" کا انعقاد

مورخہ 28 نومبر 2004ء کو نوجوان واقفین نو کے لئے جرمن جماعت کے مرکز "بیت السبوح" فرینکفرٹ میں یک روزہ "کُل جرمن سیمینار" کا انعقاد ہوا جس میں پندرہ سال اور اس سے اوپر کی عمر کے 296 واقفین نو اور 170 واقفات نو نے شمولیت اختیار کی۔ افتتاحی تقریب صبح گیارہ بجے زیر صدارت مکرم حیدر علی صاحب ظفر مربی انچارج جرمنی، تلاوت قرآن کریم سے ہوئی جو مکرم عطاء الرزاق بھٹی صاحب نے کی، مکرم شمس الحق واقفات نو کے لیئے ایسا ہی پروگرام لجنہ اماء اللہ کی زیر نگرانی ہوا۔ مکرم امیر صاحب جرمنی نے اپنے اختتامی خطاب میں فرمایا کہ یہاں مساجد تیزی سے مکمل ہو رہی ہیں۔ ان ان کے لئے ہمیں امام چاہئیں اور وہ آپ لوگ میں سے ہوں گے۔ محترم امیر صاحب نے واقفین نو، سیکرٹریان اور صدران جماعت سے سوالات کی صورت میں تبادلہ خیالات بھی کیا۔ دُعا کے ساتھ پروگرام کا اختتام ہوا۔

صاحب نیشنل سیکرٹری وقف نو نے پروگرام کا تعارف کرواتے ہوئے کچھ ہدایات سے بھی نوازا۔ اپنے افتتاحی خطاب میں مکرم حیدر علی صاحب ظفر مربی انچارج جرمنی نے واقفین کو قرآن کریم کے معارف حاصل کرنے نیز ذہانت سے علوم حاصل کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ اس کے بعد مختلف گروپس میں تقسیم ان طلبا کو مربیان کرام، ماہرین کمپیوٹر، ڈاکٹر، وکیل، انجینیر، اسکالرز، وغیرہ نے اپنے تجربات کی روشنی میں بھرپور معلومات فراہم کیں۔

نونیت جیولرز
الیس اللہ بکاف عبدہ
Manufacturers of :
All Kinds of Gold and Silver Ornaments
احمدیہ بھائیوں کیلئے خاص تحفہ یہاں
چاندی و سونے کی انگوٹھیاں بھی دستیاب ہیں
NAVNEET JEWELLERS
Main Bazar Qadian (Pb.) Ph. (s) 220489 (R) 220233

دعائوں کے طالب
محمود احمد بانی
منصور احمد بانی
اسد محمود بانی
BANI®
موٹر گاڑیوں کے پرزہ جات
Our Founder :
Late Mian Muhammad Yusuf Bani
(1908-1968)
AUTOMOTIVE RUBBER CO.
BANI AUTOMOTIVES ★ BANI DISTRIBUTORS
5, Sooterkin Street, Calcutta-700072
کلکتہ
SHOWROOM: 237-2185, 236-9893 WAREHOUSE: 343-4006, 343-4137 RESI: 236-2096, 236-4696, 237-8749 FAX NO: 91-33-236-9893

::وصایا::

وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ قادیان کو اطلاع دے (سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

وصیت نمبر 15459:: میں تحسین فرزانہ زوجہ مولوی منیر الحق بنگالی قوم احمدی پیشہ خانہ داری عمر 35 سال پیدائشی احمدی ساکن ڈائمنڈ ہاربر ڈاکخانہ ڈائمنڈ ہاربر ضلع ۲۴ پرگنہ ساؤتھ صوبہ بنگال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 12.3.02 حسب ذیل وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ چوڑیاں طلائی چار عدد، وکانوں کے ٹاپس وزن 10 گرام اندازاً قیمت 5000 روپے زیور نقرئی پازیب 74 گرام اندازاً قیمت -/565 روپے ناک کا کوکا ایک عدد طلائی 1/4 گرام قیمت -/150 روپے۔ حق مہر بذمہ خاوند ۵۰۰۰ روپے میرے والدین خانپور ملکی میں رہتے ہیں جہاں ان کا ذاتی ایک مکان ہے جس کی قیمت اندازاً دو لاکھ روپے ہے۔ اس میں والدین چار بہنیں وایک بھائی حصہ دار ہے خاکسار کو اس میں سے جو حصہ ملے گا اس کی اطلاع مجلس کارپرداز قادیان کو دوں گی۔ مجھے میرے خاوند کی طرف سے مبلغ 300 روپے ماہانہ جیب خرچ ملتا ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت 1.4.02 سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد منیر الحق مبلغ سلسلہ — الامۃ تحسین فرزانہ — گواہ شد جاوید اقبال چیمہ

وصیت نمبر 15460:: میں شکیلہ بیگم زوجہ ابرار احمد صاحب قوم پٹھان پیشہ خانہ داری عمر 55 سال تاریخ بیعت 1991 ساکن فیروزآباد ڈاکخانہ فیروزآباد ضلع فیروزآباد صوبہ یوپی بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 16.5.04 حسب ذیل وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ لاکٹ ایک عدد 1.450 گرام قیمت -/490 ایک جوڑی کانٹے 7.270 قیمت 2465 روپے، ایک عدد رنگ 2.700 قیمت 990 روپے میزان -/3945 اس کے علاوہ زمین 30x40 میں خاکسار کا ۲/۱ حصہ ہے باقی ۲/۱ حصہ شوہر کا ہے۔ واقع رام گڑھ گلی نمبر ۵ فروزاباد خسرہ نمبر ۷۰۴ ہے میرا گذارہ آمد نصرت گرلز سکول قادیان میں دوکانداری -/600 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد شکیل احمد طاہر قادیان — الامۃ شکیلہ بیگم — گواہ شد ابرار احمد فروزاباد

وصیت نمبر 15461: میں نصرت خالدہ بنت رشید احمد صاحب ملکانہ قوم راجپوت پیشہ طالب علم عمر 19 سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 1.9.04 حسب ذیل وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ سونے کی چین ایک عدد وزن 7.940 گرام قیمت 4748 سونے کی بالیاں ایک جوڑی وزن 1.960 قیمت 1172 روپے چاندی کی انگوٹھیاں تین عدد وزن 6.700 گرام قیمت -/67۔ میرا گذارہ آمد از جیب خرچ سالانہ 1200 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد رشید احمد ملکانہ قادیان — الامۃ نصرت خالدہ — گواہ شد مبشر احمد بدر قادیان

وصیت نمبر 15462: میں کریم الدین ملک ولد مکرم صلاح الدین صاحب ملک قوم ککے زئی پیشہ فراغت عمر 29 سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 27.9.04 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری ذاتی منقولہ وغیر منقولہ کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گذارہ آمد از جیب خرچ ماہانہ 2000 روپے ہے۔ جو بھائی کی طرف سے ملتا ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد عنایت اللہ قادیان — العبد کریم الدین ملک — گواہ شد مبارک احمد چیمہ قادیان

وصیت نمبر 15463: میں صباح اسلام بدر ولد ڈاکٹر عبد الرشید بدر قوم جٹ پیشہ طالب علم عمر 20 سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 15.8.04 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری منقولہ وغیر منقولہ کوئی جائیداد نہیں ہے۔ والدین حیات ہیں خاکسار کے نام پر بنک میں والدین کی طرف سے تعلیمی اخراجات وغیرہ کیلئے 2,25,000 روپے جمع ہیں۔ میرا گذارہ آمد از جیب خرچ ماہانہ 300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد حکیم محمد دین قادیان — العبد صباح الاسلام بدر — گواہ شد عبد الرشید بدر قادیان

وصیت نمبر 15464: میں شوکت جہاں ناہید زوجہ خواجہ بشیر احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 35 سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 11.9.04 حسب ذیل وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ حق مہر 6000 روپے بذمہ خاوند۔ زیور طلائی ہار 20 گرام قیمت 12000 سیٹ طلائی 30 گرام قیمت 18000 روپے۔ میرا گذارہ آمد از جیب خرچ ماہانہ 300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد خواجہ بشیر احمد قادیان — الامۃ شوکت جہاں ناہید — گواہ شد محمد کریم الدین شاہد قادیان

وصیت نمبر 15465: میں محمد ایاز عالم ولد مبشر احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 31 سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 12.9.04 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری منقولہ وغیر منقولہ کوئی جائیداد نہیں۔ والدین حیات ہیں۔ میرا گذارہ آمد از ملازمت 2892 روپے ہے۔ میں تعلیم الاسلام ہائی سکول میں عارضی معلم ہوں اور رسالہ راہ ایمان سے ماہانہ ۵۰۰ روپے ملتے ہیں میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد محمد انور احمد قادیان — العبد محمد ایاز عالم — گواہ شد عبد الولی قادیان

وصیت نمبر 15466: میں نازیہ مصباح زوجہ مصباح الدین قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 22 سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 02.9.04 حسب ذیل وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ زیورات طلائی 8 عدد انگوٹھیاں 31.650 گرام۔ 4 عدد چوڑیاں 32.250 تین جوڑی کانٹے 38.150 دو نتھ 9.900 دو ٹکے 9.700 پینڈٹ ایک عدد 11.900 ایک چین 8.900 دو ہار 62.100 کل وزن 204.550 موجودہ قیمت ایک لاکھ روپے سے زائد ہے۔ حق مہر بذمہ خاوند -/30,000 میرا گذارہ آمد از جیب خرچ ماہانہ 300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد جلال الدین نیر قادیان — الامۃ نازیہ مصباح — گواہ شد خالد محمود قادیان

وصیت نمبر 15467: میں امۃ الودود حلیمہ زوجہ محبوب الرحمٰن صاحب قوم احمدی پیشہ خانہ داری عمر 25 سال تاریخ بیعت 1992 ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 21.8.04 حسب ذیل وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ حق مہر 500 روپے وصول شد زیور طلائی 2 تولے۔ ہار ایک عدد۔ انگوٹھی ایک عدد۔ بالیاں ایک جوڑی۔ کڑے دو عدد کل دو تولے قیمت -/10400 روپے۔

میرا گذارہ آمد از جیب خرچ ماہانہ۔ 300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد حکیم محمد دین قادیان — الامۃ امۃ الودود حلیمہ — گواہ شد محبوب الرحمٰن فانی قادیان

بقیہ صفحہ (1)

چین رہتے تھے وہیں ان کی جسمانی بیماری پر بھی آپ تکلیف محسوس فرماتے تھے ہر وقت اللہ کی مخلوق کی ہمدردی کی فکر میں رہتے تھے اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں آپ کے اس خلق کا نقشہ کھینچتے ہوئے حریص کا لفظ استعمال فرمایا ہے حریص کوئی محدود معنے والا لفظ نہیں ہے مطلب یہ ہے کہ آپ کی بڑی شدت سے یہ خواہش ہوتی تھی کہ کسی بھی طرح دوسرے کو فائدہ پہنچا سکیں اور اس میں آپ ذاتی دلچسپی لیتے تھے اور دوسرے کی تکلیف کو دور کرنے کیلئے آپ ممکن حد تک تمام ذرائع و وسائل استعمال فرماتے تھے اور دوسروں کیلئے ہمدردی اور حسن سلوک کے جذبات تھا کہ آپ کے اندر ایسا وصف تھا کہ کوئی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جذب اور عقد ہمت اور دوسروں کی تکلیف کو محسوس کرنے کی طاقت انسان کو اس وقت دی جاتی ہے جب وہ خدا تعالیٰ کی چادر کے نیچے آجاتا ہے پھر وہ ظل اللہ بنتا ہے اور مخلوق کی ہمدردی کرتا ہے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس خلق میں سب سے بڑھ کر تھے۔

فرمایا انسان کی ایک تکلیف جس کا کم و بیش ہر ایک کو سامنا ہوتا ہے وہ جسمانی عوارض و بیماریاں ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کے اس پہلو کو میں آج بیان کروں گا جس میں بیماروں کی عیادت سے متعلق اور ان کے لئے دعائیں کرنے ہمدردی کرنے اور نسخے وغیرہ تجویز کرنے سے متعلق ہے آپ کے اسوہ سے ہمیں یہ پتہ چلتا ہے کہ آپ اپنی تکلیف کیلئے اتنے جذباتی نہیں ہوتے تھے جس طرح دوسرے کی تکلیف کیلئے ہوتے تھے اس درد سے دعائیں کرتے تھے جسکی مثال ملنی مشکل ہے حضرت ابو امامہ اس تعلق میں فرماتے ہیں کہ آپ تمام انسانوں میں سے بہترین عیادت کرنے والے تھے اگر کوئی دو تین دن سے زیادہ بیمار ہوتا تو آپ فوراً اس کی عیادت کیلئے تشریف لے جاتے۔

حضور نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب اتنے پیار سے مریض کی عیادت کیلئے تشریف لے جاتے ہوں گے تو مریض کی آدھی بیماری تو اسی وقت دور ہو جاتی ہوگی ایک حدیث میں آتا ہے کہ مریض کی عیادت کے ساتھ ساتھ آپ اس کے لئے دعا بھی کرتے تھے اور آپ کی دعا یہ ہوتی تھی اے اللہ لوگوں کے رب اس تکلیف کو دور کردے تو شافی ہے شفا عطا فرما ایسی شفا جس کے بعد کوئی بیماری باقی نہ رہے بعض دفعہ حضور دوسروں سے بھی بیماروں کا حال دریافت فرماتے تھے چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ میں حضور کی مجلس میں حاضر ہوا آپ نے پوچھا سعد بن عبادہ کا کیا حال ہے چنانچہ بعد میں پھر آپ صحابہ کی معیت میں ان کی عیادت کیلئے بھی تشریف لے گئے۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل میں سے کوئی بیمار ہوتا تو آپ معوذتین (سورۃ الفلق اور سورۃ الناس قرآن مجید کی آخری سورتیں) پڑھ کر دم کرتے تھے حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں جب آپ آخری بار بیمار ہوئے تو میں نے بھی معوذتین پڑھ کر آپ کے ہی ہاتھ آپ پر پھیر دیئے۔

جب سعد بن معاذ تیر لگنے کی وجہ سے زخمی ہوئے تو حضور نے ان کی عیادت کی خاطر مسجد نبوی میں ہی انکا خیمہ لگوا دیا اور ہر طرح ان کا خیال رکھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کو اچھا نہیں سمجھتے تھے کہ کوئی بیمار بے صبر ہو کر اپنی بیماری کو گالیاں نکالنے لگے آپ ہمیشہ بیمار کو صبر کی تلقین فرماتے آپ نے فرمایا اپنے مریضوں کا علاج صدقات کے ساتھ کیا کرو اس سے اللہ تعالیٰ ابتلاؤں اور آزمائشوں کو دور فرما دیتا ہے۔

آپ کی یہ بھی مبارک سنت تھی کہ آپ بیمار کیلئے مناسب غذا کا انتظام فرماتے تھے آپ نے ایک مرتبہ ایک بیمار سے دریافت کیا کہ وہ کیا کھانا پسند کرتا ہے اس نے گندم کے آٹے کی روٹی کھانے کی خواہش ظاہر کی چنانچہ آپ نے اس کی یہ خواہش پورا کرنے کیلئے ارشاد فرمایا۔

آپ کا یہ بھی فرمان تھا کہ مریض کی عیادت کے بعد وہاں زیادہ دیر نہیں بیٹھنا چاہئے بلکہ عیادت کے بعد واپس آجانا چاہئے فرمایا ہمارے معاشرے میں لوگ اس بات کا خیال نہیں رکھتے بعض دفعہ ہسپتالوں میں بھی شور اور آپس کی گفتگو شروع کر دی جاتی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا صرف یہ ارشاد ہے کہ مریض کی عیادت کرو اسے تسلی دو اور اس کے لئے دعا کرو اور واپس آجاؤ۔

حضور نے فرمایا کہ ذیلی تنظیموں کو خاص طور پر اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ وہ پروگرام بنا کر مریضوں کی عیادت کیلئے جایا کریں حضور نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بھی مبارک سنت تھی کہ آپ بعض مرتبہ مریضوں کیلئے نسخے بھی تجویز فرماتے تھے چنانچہ اس تعلق میں حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان فرمودہ بعض نسخے پیش فرمائے اور آخر پر درود پر خطبہ جمعہ ختم فرمایا۔ ☆☆

خصوصی جلسہ زیر اہتمام جامعہ احمدیہ قادیان

ماہ جنوری ۲۰۰۵ء کے آخری ہفتہ میں جامعہ احمدیہ کے زیر اہتمام ایک جلسہ زیر صدارت مکرم وحید الدین صاحب شمس نائب ناظر تعلیم مسجد اقصیٰ میں منعقد ہوا اس میں لقمان قادر بھٹی متعلم درجہ سادسہ نے ہستی باری تعالیٰ اور عبد القادر صاحب متعلم درجہ سادسہ نے "یوم جمہوریت" کے عنوان پر تقریر کی آخر پر صدر اجلاس اور محترم منیر احمد صاحب خادم پرنسپل جامعہ احمدیہ نے خطاب فرمایا۔

مورخہ ۲۱ فروری کو صبح ۹ بجے احاطہ جامعہ احمدیہ قادیان میں زیر صدارت مکرم مولانا منیر احمد صاحب خادم پرنسپل جامعہ احمدیہ خصوصی جلسہ منعقد ہوا۔ عزیز نعیم احمد پاشا نے تلاوت کی عزیز مفیض الرحمٰن متعلم درجہ رابعہ نے نظم پڑھی بعدہ مہمان خصوصی مکرم مولانا عبد الوہاب صاحب آدم امیر جماعت احمدیہ و مبلغ انچارج گھانا نے خطاب فرمایا جس میں انہوں نے جامعہ احمدیہ قادیان کی ابتدائی تاریخ پر مفصل روشنی ڈالی اور اطاعت و فرمانبرداری کے موضوع پر کئی دلچسپ واقعات سنائے اور طلباء جامعہ احمدیہ کو قیمتی نصائح سے نوازا۔ اور اطاعت کے متعلق ایک واقعہ یوں بیان کیا کہ ایک دفعہ میں خلافت ثالثہ میں ربوہ میں مقیم تھا اور وہاں میرے مشفق پرنسپل مولانا ابو العطا صاحب جالندھری بھی رہتے تھے جب خلیفۂ وقت دورے پر گئے تو حضور نے مجھے امیر جماعت احمدیہ ربوہ مقرر فرمایا تو ان دنوں جو اطاعت و فرمانبرداری کا نمونہ میرے پرنسپل صاحب نے مجھے دکھایا اس کو میں کبھی فراموش نہیں کر سکتا۔ جب جمعہ کا دن آیا اور خاکسار نے مولانا صاحب کو خطبہ دینے کیلئے درخواست کی۔ تو انہوں نے کہا کہ آپ امیر جماعت ہیں اس لئے میں خطبہ نہیں دے سکتا میں نے جب بہت اصرار کیا تو آپ نے خطبہ دیتے وقت پہلے اس بات کی وضاحت کر دی کہ میں یہ خطبہ محترم امیر صاحب کے حکم کی تعمیل میں دے رہا ہوں یہ اطاعت کا نمونہ ہم سب کو اپنے دلوں کے اندر پیدا کرنا چاہئے۔ نیز موصوف نے طلبا کو یہ بھی نصیحت کی کہ جو بھی انتظامیہ کی طرف سے آپ کو کوئی حکم ملے تو بغیر سوال و جواب کرنے کے دل کی گہرائیوں سے انکی پیروی کریں اس میں ہم سب کی بھلائی ہے۔ آپ کی تقریر کے بعد اس جلسے کے دوسرے معزز مہمان محترم کمال یوسف صاحب ریٹائرڈ مبلغ انچارج و سابق امیر ناروے نے دوسری تقریر فرمائی جس میں انہوں نے جماعت کے جید علماء کرام کی سیرت کے چیدہ چیدہ پہلو بیان کئے اور طلبا کو نصائح کیں اور فرمایا کہ علم در حقیقت حاصل ہوتا ہے خلیفۂ وقت کے خطبات سے، کیونکہ خلیفۂ وقت کے خطبہ میں اُس ہفتے کی اہم اہم باتیں ہوا کرتی ہیں جن کی اشد ضرورت اس وقت دنیا کو ہوتی ہے۔ محترم مولانا ابو العطا صاحب جالندھری کی صفات بیان کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ ہر کسی شخص سے چاہے غیر احمدی ہو یا احمدی کسی وقت بھی تبلیغ کے لئے آپ کے پاس جاتے تو آپ خندہ پیشانی سے ملتے۔ دوسری صفت آپ میں یہ تھی کہ اگر آپ نماز کیلئے جا رہے ہوں اور راستے میں ہی کسی نے سوال کیا تو جتنا وقت نماز شروع ہونے تک ہوتا تھا اُس دوران ان کے سوال کا مکمل اور تسلی بخش جواب دیا کرتے تھے اور اس کے بعد فرماتے تھے کہ اب نماز کا وقت ہو گیا ہے اور مولانا صاحب کے بارے میں اگر میں یہ کہوں کہ آپ سر سے پیر تک مبلغ تھے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کوئی مبالغہ نہیں ہوگا۔ دوسری عظیم شخصیت محترم چوہدری سر ظفر اللہ خان صاحب ہیں ان کی فی البدیہہ تقریریں تیار کردہ سے بھی زیادہ اچھی ہوا کرتی تھیں آپ ایک گھنٹے کی تقریر کیلئے کئی گھنٹے تک تیاری کرتے تھے اور آپ کا یہ بھی کمال وصف تھا کہ آپ اپنی تقریر جلسے میں کرنے سے پہلے احمدی دوستوں کو سنایا کرتے تھے کہ میں نے فلاں دن یہ تقریر کرنی ہے۔

اس طرح آپ نے طلباء کو یہ نصیحت بھی کی کہ آپ کو جب بھی تقریر یا خطبے کا موقعہ ملے تو اس کیلئے آپ اچھی طرح تیاری کر لیا کریں کیونکہ جماعت احمدیہ اور دوسرے فرقوں کے سٹیج میں امتیازی فرق ہے جماعت احمدیہ کا سٹیج بہت مقدس سٹیج ہے اور اس میں ایک بھی لغو بات کو پسند نہیں کیا جاتا تو جب بھی آپ تقریر کرنے کیلئے آئیں تو اس کے لئے سنجیدگی کے ساتھ تیاری کریں۔

آخر میں محترم صدر صاحب نے طلبا کو ان معزز مہمانان کرام کی تمام باتوں کو اپنانے اور اپنی زندگی میں مشعل راہ بنانے کی تلقین فرمائی محترم مولانا عبد الوہاب صاحب کی اجتماعی دُعا کے ساتھ یہ جلسہ اپنے اختتام کو پہنچا۔

(عاشق حسین متعلم جامعہ احمدیہ درجہ خامسہ)

اخبار بدر کی مالی و قلمی اعانت کر کے عند اللہ ماجور ہوں نیز کاروباری اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں (مینیجر بدر)

J. K. JEWELLERS
جے کے جیولرز
KASHMIR JEWELLERS
کشمیر جیولرز
Shivala Chowk Qadian (INDIA)
Mfrs & Suppliers of :
GOLD & DIAMOND JEWELLERY
Lucky Stones are Available hear
چاندی و سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے
الیس اللہ بکاف عبدہ
Ph. 01872-221672,(S) 220260 (R) Mobile: 9814758900 E-mail:
kashmirsons@yahoo.co.in

شریف جیولرز ربوہ
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد ربوہ
0092-4524-214750 فون ریلوے روڈ
0092-4524-212515 فون اقصیٰ روڈ ربوہ پاکستان

پاکستانی پاسپورٹ میں مذہب کے خانہ کا ایشو

کیا کہتے ہیں پاکستانی صحافی

وطن عزیز پاکستان میں ہمارے سیاسی راہنما خصوصا مذہبی اور نیم مذہبی تنظیمیں اور جماعتیں عوام کے اصل مسائل اور ایشوز پر کبھی بات نہیں کرتیں بلکہ اپنی سیاست چمکانے کیلئے مذہب کا سہارا لیا جاتا ہے۔ یوں مذہب کو حوالہ بنا کر مذہب کو سیاست سے آلودہ کرنے کی مذموم سعی کی جاتی ہے اور عوام کے اصل مسائل مہنگائی، بے روزگاری، جہالت وغیرہ کے متعلق تحریک چلانے کی کبھی نوید نہیں سنی گئی۔ جہاں تک پاسپورٹ میں مذہبی خانہ شامل کرنے کے مطالبہ کا تعلق ہے اس میں وطن عزیز کے عوام کی بھلائی کا کوئی بھی پہلو نظر نہیں آتا۔ دنیا بھر میں چلے جائیں آپ کسی ملک، حتی کہ سعودی عرب سمیت کسی ملک کے پاسپورٹ پر مذہب اور پیشہ کا خانہ مذہبی خانہ کی بحالی کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔ اور غالبا یہ استدلال دیتے ہوئے یہ حقیقت نظر انداز کر دی جاتی ہے کہ احمدیوں کو صرف پاکستان کی حد تک غیر مسلم قرار دیا گیا ہے جبکہ بھارت جہاں دنیا میں مسلمانوں کی سب سے بڑی آبادی موجود ہے اور اس کے علاقہ دیگر عرب ممالک میں کہیں بھی یہ الگ شناخت موجود نہیں پھر احمدی تو تقریبا دنیا بھر کے ممالک میں موجود ہیں وہاں خود کو مسلمان ہی کہلواتے ہیں اور وہاں ان کے مسلک کے حوالے سے کوئی الگ شناخت موجود نہیں پھر صرف وطن عزیز میں محض احمدیوں کو بنیاد بنا کر دیگر اقلیتوں کو امتیاز و تفریق کا نشانہ بنانے کے لئے پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ بحال کرنے کی تحریک چلانے کی دھمکیاں

پاسپورٹ بیرون ملک سفر کرنے کے لئے بنیادی دستاویز اور بیرون ملک آپ کی شہریت کا ثبوت ہے۔ وہاں آپ کا شناختی کارڈ یا کوئی اور دستاویز آپ کی شناخت اور شہریت کے لئے ناکافی ہے لہذا وہاں پاسپورٹ آپ کی واحد شناختی دستاویز ہے بیرون ملک اور دیگر ممالک کو اس بات سے کوئی غرض نہیں کہ آپ کا مذہب یا عقیدہ کیا ہے؟

نظر نہیں آئے گا شناختی کارڈ اور پاسپورٹ ایک ریاستی دستاویز ہے جس سے آپ کے اس ملک کا شہری ہونے کی تصدیق ہوتی ہے جس سے آپ تعلق رکھتے ہیں اور شناختی کارڈ سے قطع نظر پاسپورٹ بیرون ملک سفر کرنے کے لئے بنیادی دستاویز اور بیرون ملک آپ کی شہریت کا ثبوت ہے۔ وہاں آپ کا شناختی کارڈ یا کوئی اور دستاویز آپ کی شناخت اور شہریت کے لئے ناکافی ہے لہذا وہاں پاسپورٹ آپ کی واحد شناختی دستاویز ہے بیرون ملک اور دیگر ممالک کو اس بات سے کوئی غرض نہیں کہ آپ کا مذہب یا عقیدہ کیا ہے؟ یا آپ کس ملک سے تعلق رکھتے ہیں نہ بیرون ملک مذہبی شناخت کی کوئی اہمیت یا حیثیت ہے۔ جب اقلیتوں اور روشن خیال حلقوں کی طرف سے مذہبی خانہ بحال نہ کرنے کی بات کی جاتی ہے اور اس مطالبہ پر انسانی حقوق اور انسانوں کے درمیان امتیازات اور تفریق پیدا کرنے کے خدشات کا اظہار کیا جاتا ہے تو بعض ''دینی حلقے'' یہ کہہ کر استدلال کرتے ہیں کہ یہ اقلیتوں کے خلاف مذہبی تعصب یا امتیازی سلوک کیلئے نہیں بلکہ احمدیوں اور عقیدہ ختم نبوت پر یقین نہ رکھنے والوں اور ختم نبوت پر ایمان رکھنے والوں کے درمیان ملکی بین الاقوامی سطح پر حد فاصل قائم کرنے کیلئے کیوں دی جارہی ہیں جبکہ مقتدر علمائے کرام بھی اسے غیر مذہبی مسئلہ قرار دے چکے ہیں ان کے نزدیک یہ کوئی مذہبی مسئلہ نہیں بلکہ محض ایک سیاسی ایشو ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ جس طرح شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کی تحریک ناکام ہوئی تھی اسی طرح یہ تحریک بھی اپنے انجام کو پہنچے گی حکومت کو اس کے سامنے جھکنے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ ہم سب پاکستانی ہیں خواہ ہمارا مذہب اور عقیدہ کچھ ہی کیوں نہ ہو ہم اول اور آخر پاکستانی ہیں اور یہی ہماری بیرون ملک اصل پہچان ہے اور مذہبی شناخت ہمارا عموی اور ذاتی معاملہ ہے۔

دیگر ممالک کو اس سے کوئی غرض نہیں جہاں تک مسلمان ہونے کا تعلق ہے بھارت میں 25 کروڑ اور دیگر ممالک میں بھی کروڑوں کی تعداد میں مسلم عوام آباد ہیں ان کی طرف سے کبھی اس قسم کے مطالبات سننے میں نہیں آئے لہذا ہماری نظر میں نہ تو یہ مذہبی مسئلہ ہے اور نہ ہی سیاسی بلکہ یہ محض طالع آزمائی کے لئے اٹھایا جارہا ہے جس کے نتیجہ میں مذہبی تعصب تفریق و امتیاز کی فضا میں اضافہ ہوگا اور باہمی رواداری، یک جہتی، یگانگت، اخوت اور ہم آہنگی کے جذبات کو نقصان پہنچے گا۔ (بحوالہ ہفت روزہ لاہور 19 فروری 05)

آسٹریلیا میں غیر طبعی شادیوں کے خوفناک نتائج

حال ہی میں آسٹریلیا کے اخبار ''سڈنی مارننگ ہیرلڈ'' میں ایک حیرت انگیز رپورٹ شائع ہوئی ہے جس میں عورتوں اور مردوں کے غیر طبعی نتائج کو تحریر کر کے اسے آئندہ آنے والے دنوں میں نہایت خوفناک بتایا گیا ہے۔ ایک سروے رپورٹ کے مطابق غیر طبعی شادیوں کے نتیجہ میں بچوں کی پیدائش کی شرح میں خطرناک حد تک کمی واقع ہوگئی ہے یہاں تک کہ کئی خاندانوں کی نسل تک ختم ہوگئی ہے۔ یہاں چھیاسٹھ فیصد مرد اور چوالیس فیصد عورتیں ایسی ہیں جن کی کوئی اولاد نہیں ہے رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ پورا وقت ملازمت کرنے والی عورتوں کے ماں بننے کا امکان بہت کم ہے بنسبت ان عورتوں کے جو کام نہیں کرتیں یا جز وقتی ملازمت کرتی ہیں۔ ایسے گھر دن بدن زیادہ ہوتے جارہے ہیں جن میں صرف ایک فرد (مرد یا عورت) رہتا ہے۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ اس رفتار سے 2025ء تک آسٹریلیا کا ہر تیسرا گھر ایسا ہوگا جس میں صرف ایک شخص اکیلا رہتا ہوگا اور آگے پیچھے کوئی رشتہ دار اس کی دیکھ بھال کرنے والا نہ ہوگا اور اس کی وفات کے ساتھ اس کے خاندان کا چراغ گل ہو جائے گا۔ جب لوگوں سے اس صورت حال کی وجہ دریافت کی گئی تو یہ رائے پائی گئی کہ بچوں کی پرورش کے لئے ضروری ہے کہ پہلے ایک مضبوط اور مستحکم گھر ہو A secure and stable home میاں بیوی کے باہمی تعلقات بھی مستحکم ہوں اور دونوں کی آمدن بھی معقول ہو (سڈنی مارننگ ہیرلڈ جنوری 2005)

افریقہ کے ممالک خوفناک طور پر اناج کی قلت کی طرف بڑھ رہے ہیں

اقوام متحدہ کی ایک تنظیم کے مطابق دنیا کے 36 ملکوں کو اناج کی قلت برداشت کرنی پڑ رہی ہے ایسے میں ان ملکوں کو قحط اور انتڑیوں جیسی بیماری کا سامنا ہے وہ ممالک جنکو فوری طر پر اناج کے امداد کی ضرورت ہوگی انمیں سے 11 ملک ایسے ہیں جہاں بُری طرح فصل ماری گئی ہے بعض ممالک ایسے ہیں جہاں بارش نہ ہونے کی وجہ سے خشک سالی کا سامنا ہے جس کی وجہ سے نہ صرف فصل ماری گئی ہے بلکہ ہزاروں مویشی بھی موت کا شکار ہوگئے ہیں اور افریقہ کے ممالک آپسی خانہ جنگیوں کی وجہ سے قحط سالی اور بھوک کی طرف تیزی سے بڑھ رہے ہیں۔ ایک طرف جہاں سوڈان سوکھے کی مار جھیل رہا ہے وہیں ملک کے کئی حصوں میں جنگ جاری ہے۔ جن ملکوں کو فوری امداد کی ضرورت ہوگی ان میں کینیا صومالیہ زمبابوے، لیسوتھو اور سوازی لینڈ شامل ہیں۔ رپورٹ میں افریقن ممالک کے علاوہ ایشیا کے بعض ملکوں میں بھی کھانے پینے کے سامان کی قلت کا ذکر کیا گیا ہے جن میں پہلے نمبر پر افغانستان ہے۔ ۞

2010 تک ملیریا سے ہونے والی اموات نصف کرنے کا نشانہ۔ دنیا کے سوادوارب لوگ ملیریا کی زد میں

دنیا بھر میں 2002ء میں ملیریا سے 50 کروڑ سے زیادہ لوگ متاثر ہوئے جو سابقہ اندازوں کے مقابلے بہت زیادہ ہے۔ ڈاکٹروں اور سائنسدانوں نے بتایا کہ ملیریا سے سب سے زیادہ متاثر افریقہ کے صحارا علاقے کے لوگ ہوئے تاہم جنوب مشرقی ایشیا میں متاثرین کی تعداد 25 فیصد سے زیادہ ہے۔ نیروبی کے کینیا میڈیکل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کے پروفیسر باب اسنو نے بتایا کہ دنیا بھر میں 51 کروڑ 50 لاکھ سے زائد افراد ملیریا سے کسی نہ کسی طرح متاثر ہوئے جو کافی بڑی تعداد ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے پوری دنیا میں ہر سال ملیریا سے متاثرین کے بارے میں اطلاعات حاصل کرنے کیلئے بہت محتاط انداز اختیار کیا لیکن یہ مسئلہ ہمارے اندازوں سے کہیں زیادہ سنگین بن کر سامنے آیا۔ 2002ء میں صرف افریقہ ہی میں 36 کروڑ 50 لاکھ افراد اس سے متاثر ہوئے۔ ملیریا کا اثر دنیا کے 100 سے زائد ملکوں میں ہے۔ اس بیماری سے ہر سال ایک لاکھ سے زیادہ افراد لقمۂ اجل بن جاتے ہیں۔ رپورٹ کے مطابق پوری دنیا میں تقریبا سوادو ارب لوگ ملیریا کی زد میں ہیں۔ اس وقت اقوام متحدہ کے کئی ادارے مثلاً ڈبلیو ایچ او، یونیسف، یو این ڈی پی وغیرہ کے تحت ملیریا کو ختم کرنے کے منصوبے چلائے جارہے ہیں۔ اور 2010ء تک ملیریا سے ہونے والی اموات کی تعداد نصف کرنے کا نشانہ مقرر کیا گیا ہے۔ ۞

وادئ کشمیر کے 6/اضلاع میں 8 لاکھ 47 ہزار ناخواندہ افراد ہیں

کشمیر یونیورسٹی کے سٹیٹ ریسورس سینٹر کو وزارت برائے ترقی انسانی وسائل کی جانب سے ایک پروجیکٹ تفویض کیا گیا ہے تا کہ وادی میں ناخواندگی کا قلع قمع کیا جاسکے اس پروجیکٹ کے ابتدائی مراحل میں سینکڑوں ریسورس پرسنز، ماسٹرز، ٹرینرز، اور رضا کاروں کو تربیت دی جارہی ہے جو مختلف اضلاع میں ناخواندہ افراد کو تعلیم دینے کے لئے تیاریوں میں مصروف ہیں۔ سٹیٹ ریسورس سینٹر کی ڈائریکٹر ڈاکٹر نکہت نے بتایا کہ اس سکیم کے تحت 15 سے 35 سال کی عمر کے ناخواندہ مرد و خواتین کو تعلیم دی جائے گی۔ انہوں نے بتایا کہ سال 2001ء کی سروے کے مطابق اس وقت وادی کے 6 اضلاع میں 8 لاکھ 47 ہزار ناخواندہ افراد ہیں البتہ محکمہ ضلعی حکام کے تعاون سے ایک نئی سروے کر رہا ہے تا کہ ناخواندہ افراد کے بارے میں تازہ اعداد و شمار مرتب کئے جاسکیں۔ یہ مہم ضلع ترقیاتی کمشنروں کی نگرانی میں چلایا جائے گا اور اس عمل میں مختلف محکمے شامل کئے جائینگے۔ سٹیٹ ریسورس سینٹر کے پروجیکٹ آفیسر ڈاکٹر نثار احمد نے بتایا کہ اس مہم کو لوگوں کی طرف سے اچھا تعاون مل رہا ہے اور مختلف علاقوں کے لوگ رضا کارانہ طور پر اس مہم میں شامل ہو رہے ہیں۔ اس مہم کے تحت انپڑھ افراد کو بنیادی تعلیم فراہم کی جائے اور انہیں لکھائی پڑھائی کے دوران حساب کی بھی جانکاری دی جائے گی۔

روزنامہ ''روشنی'' سرینگر 22 مارچ 2005

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO RN 61/57

Editor
MUNEER AHMAD KHADIM
Tel Fax : (0091) 01872-220757
Tel Fax : (0091) 01872-221702
Tel : (0091) 01872-220814

The Weekly **BADR** Qadian
Qadian 143516, Distt. Gurdaspur Punjab ((INDIA)
Vol - 54 Tuesday, 19 .APRIL 2005 Issue No 16

Subscription
Annual Rs/-200
Foreign
By Air : 20 Pound or 40 U.S$
: 40 euro
By Sea : 10 Pound or 20 U.S$

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے پسر محترم صاحبزادہ مرزا وقاص احمد سلمہ اللہ کے نکاح و شادی کی پرمسرت و مبارک تقریب

ہمیشہ رہنے والی چیز تقویٰ ہے۔ توحید کو پکڑو اور ایک خدا کی عبادت کرو۔ اس کا پیار، اس کی محبت سب محبتوں سے بڑھ کر ہو۔

ہروہ شخص جو اپنے آپ کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب کرتا ھے جب وہ مولیٰ کا یار ہوگا تو پھر ان دعاؤں کا بھی وارث ٹھہرے گا جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی اولاد کے لئے اور اپنی جماعت کے لئے کی ھیں۔

(خطبہ نکاح میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی نہایت اہم نصائح)

(لندن): 25/مارچ 2005ء بروز جمعۃ المبارک بعد نماز عصر مسجد فضل لندن میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حسب ذیل دو نکاحوں کا اعلان فرمایا:

1۔ عزیزہ سید ہبۃ الرؤف صاحبہ سلمہا اللہ بنت مکرم ڈاکٹر سید تاثیر مجتبیٰ صاحب ساکن ربوہ کا نکاح صاحبزادہ مرزا وقاص احمد سلمہ اللہ ابن حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کے ساتھ اکیس سو پاؤنڈ اسٹرلنگ حق مہر پر طے پایا۔

2۔ عزیزہ فاطمہ یاسمین خان صاحبہ بنت مکرم ناصر جاوید خان صاحب ساکن لندن کا نکاح مکرم ڈاکٹر مسرور احمد سید صاحب ابن مکرم منصور احمد سید صاحب ساکن برمنگھم کے ساتھ مبلغ پندرہ ہزار پاؤنڈ سٹرلنگ حق مہر پر طے پایا۔

اس موقع پر سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ مسنونہ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ:

نکاح کا جو خطبہ ہے اس میں جو آیات کی سلیکشن (Selection) ہے پانچ دفعہ اس میں تقویٰ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ تقویٰ کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی خشیت، اس کا خوف، اس کی محبت۔ تو اس طرح نصیحت فرمائی ہے کہ ہر قدم پر تم تقویٰ پر قائم رہو۔ تقویٰ کو قائم کرلوگے تو تمہاری نسل بھی بچی رہے گی۔ اور تم بھی روحانی ترقی کروگے۔ اور تقویٰ ہی ہے جو اگلے جہان میں تمہارے کام آنے والی چیز ہے۔ یہ شادی بیاہ کی خوشیاں جو ہیں، یہ زندگی کی خوشیاں جو ہیں یہ عارضی خوشیاں ہیں۔ ہمیشہ رہنے والی چیز تقویٰ ہے۔ اور وہی چیز ہے جو آگے کام آنے والی ہے۔ تو یہ نصیحت فرمائی کہ اس دنیا کی فکر کی بجائے ہمیشہ ہر ایک کو خوشی کے موقع پر بھی اگلے جہان کی بھی فکر کرتے رہنا چاہئے۔ ایک خدا کی عبادت کی طرف توجہ دیتے رہنا چاہئے۔ یہ نہ ہو کہ خوشیوں کے جو ہنگامے ہیں ان میں آدمی نمازیں بھول جائے، خداتعالیٰ کی عبادت کو بھول جائے۔ یہی حکم ہے کہ توحید کو پکڑو اور ایک خدا کی عبادت کرو اور اس کا پیار، اس کی محبت، سب محبتوں سے بڑھ کر ہو۔ یاد رکھو کہ تمہاری بقا اسی میں ہے کہ خداتعالیٰ کی محبت سب محبتوں سے بڑھ کر رہے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا "خذوا التوحید التوحید یا ابناء الفارس" کہ اے فارس کے بیٹو! توحید کو پکڑو۔ اور اسی میں تمہاری بقا ہے۔ خدا کا دامن پکڑو گے تو خداتعالیٰ کے فضلوں کے وارث ٹھہروگے۔ جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی اولاد کے لئے بھی بہت سی دعائیں کیں وہاں ایک یہ بھی نظم ہے، عموماً پڑھی جاتی ہے، آمین والی۔ اس میں یہ فرمایا کہ 'حق پر نثار ہوویں، مولا کے یار ہوویں'۔ پس ہر وہ شخص جو اپنے آپ کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب کرتا ہے جب وہ مولا کا یار ہوگا تو پھر ان دعاؤں کا بھی وارث ٹھہرے گا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی اولاد کے لئے اور اپنی جماعت کے لئے کی ہیں۔ اور جن کا یہ خونی رشتہ ہے، جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان سے منسوب ہوتے ہیں ان پر یہ اور بھی بڑی ذمہ داری ہے۔ اس لئے صرف اس بات پر ہی کوئی فخر نہ کرے کہ مَیں خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب ہوتا ہوں اور یہ میرے لئے بڑا اعزاز ہے۔ بلکہ اپنے عملوں کو بھی خداتعالیٰ کا فضل مانگتے ہوئے اس طرح سنوارنے کی کوشش کریں کہ اس تعلق کا حق نباہنے کی کوشش کرنے والے بن جائیں۔ حق تو ادا نہیں کیا جاسکتا لیکن حق ادا کرنے کی کوشش تو ضرور ہونی چاہئے۔ اگر خداتعالیٰ کا حق ادا کرنے کی کوشش کرنے والے بنوگے تو دنیا خود بخود تمہارے پیچھے چلی آئے گی۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اگر معجزات دیکھنے ہیں تو تقویٰ اختیار کرو۔ تقویٰ ہی ہے جو تمہیں معجزات دکھائے گا۔ فرمایا کہ خدا سے ڈرنے والے ہرگز ضائع نہیں ہوتے۔ فرمایا ﴿یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا﴾ ایک وسیع بشارت ہے۔ ایسے ایسے راستے اللہ تعالیٰ متقی کے لئے نکالتا ہے اور ایسی ایسی جگہوں سے اس کے لئے سامان مہیا فرماتا ہے کہ انسان سوچ بھی نہیں سکتا۔ فرمایا کہ یہ ایک وسیع بشارت ہے تم تقویٰ اختیار کرو، خدا تمہارا کفیل ہوگا۔

پس میری ان جوڑوں کو بھی یہی نصیحت ہے اور خاندان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھی ہر فرد سے یہی درخواست ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نصیحت کو پکڑیں تاکہ اللہ کا تقویٰ پیدا ہو اور اس وجہ سے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث ٹھہریں۔ اور ہر فرد جماعت کا بھی فرض ہے جو اپنے آپ کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے منسوب کرتا ہے کہ ہر وقت، ہر لحہ اللہ تعالیٰ کی محبت اس کے دل میں رہنی چاہئے۔ کیونکہ یہی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش تھی، یہی آپ کے آنے کا مشن تھا اور اسی کے لئے آپ نے اپنی جماعت کے لئے دعائیں کی ہیں اور اگر یہ حاصل کرلیں گے تو انشاء اللہ، اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کے وارث بھی بنیں گے۔

حضور ایدہ اللہ نے رشتوں میں منسلک ہونے والے خاندانوں کا مختصر تعارف کرواتے ہوئے فرمایا کہ وقاص تو میرا بیٹا ہے۔ ڈاکٹر سید تاثیر مجتبیٰ صاحب واقف زندگی ڈاکٹر ہیں۔ اور تقریباً 22 سال انہوں نے غانا میں بڑے وفا اور وقف کے جذبے کے ساتھ خدمات انجام دی ہیں۔ ان کے والد بھی ڈاکٹر تھے اور غانا، نائیجیریا وغیرہ میں بڑا عرصہ خدمات انجام دیتے رہے۔ اور بچی ننہال کی طرف سے صاحبزادی امتہ الحکیم بیگم صاحبہ کی نواسی ہے جو حضرت مصلح موعودؓ کی بیٹی تھیں۔ اور بچی کے نانا ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب کے پوتے اور ڈاکٹر سید محمود اللہ شاہ صاحب کے بیٹے ہیں۔ اس طرح اس لحاظ سے بھی بچی کا دھدیال بھی اور بچی کی والدہ کا دھدیال بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ دیرینہ تعلق رکھنے والے خاندانوں میں سے ہے۔

دوسرے نکاح کے خاندانوں کا تعارف کرواتے ہوئے حضور ایدہ اللہ نے بتایا کہ بچی کے دادا صفدر علی خان صاحب (کراچی) تھے۔ اور ان کے نانا مختار احمد ایاز صاحب تھے جو مشرقی افریقہ میں رہے ہیں۔ مسرور احمد سید جو میرا ہمنام ہے بلکہ ولدیت بھی ہم دونوں کی ایک جیسی ہے۔ یہ منصور صاحب میرے رضاعی بھائی بھی ہیں۔ اس لحاظ سے اُن کا بھی میرے ساتھ تعلق بنتا ہے۔ اور لڑکے کے پردادا سید حسن شاہ صاحب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی تھے۔ یہ خاندان بھی پرانا خدمت گزار خاندان ہے۔

حضور نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہر دو رشتوں کو ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے اور ان کی نسلوں میں سے بھی نیک، صالح اور خادم دین پیدا فرماتا رہے جو اپنے بزرگوں کی روایات کو جاری رکھنے والے ہوں۔

ہر دو نکاحوں کے ایجاب وقبول کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے آخر پر دعا کروائی۔ جس کے بعد مبارکبادوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ حضور ایدہ اللہ نے ازراہ شفقت مسجد میں موجود تمام احباب کو شرف مصافحہ سے نوازا اور حاضرین نے حضور انور ایدہ اللہ، عزیزم صاحبزادہ مرزا وقاص احمد سلمہ اللہ، مکرم ڈاکٹر تاثیر مجتبیٰ صاحب اور دیگر افراد خاندان کو مل کر مبارکباد دی۔

تقریب شادی

26/مارچ کو بعد نماز عشاء بیت الفتوح مارڈان سرے میں ناصر ہال میں عزیزہ سیدہ ہبۃ الرؤف سلمہا اللہ کی تقریب رخصتانہ عمل میں آئی۔ اس سادہ اور پروقار تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم نصیر احمد صاحب قمر نے کی۔ اس کے بعد مکرم عصمت اللہ صاحب آف جاپان نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم کلام سے بعض منتخب اشعار پڑھ کر سنائے۔ بعدازاں حضور ایدہ اللہ نے دعا کروائی اور پھر حاضرین کی کھانے سے تواضع کی گئی۔

27 مارچ 2005 کو شام آٹھ بجے بیت الفتوح میں دعوت ولیمہ منعقد ہوئی جس میں کثیر تعداد میں احباب شامل ہوئے ادارہ بدر خوشی کے اس موقع پر اپنے پیارے امام ہمام سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، خاندان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور عالمگیر جماعت احمدیہ کی خدمت میں ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس شادی کو بے حد مبارک فرمائے اور مثمر بثمرات حسنہ بنائے۔ آمین